اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:۹)

مذہب شیعہ کا علمی محاسبہ

افادات

مناظر اسلام جانشینِ امام اہل سنت

حضرت مولانا عبد العلیم صاحب فاروقی دامت برکاتہم

(مہتمم دار المبلغین لکھنؤ ورکن شوریٰ دار العلوم دیو بند)

ترتیب وتحقیق

مفتی اسماعیل غازی گودھروی عفا اللہ عنہ

استاذِ فقہ دار العلوم سعادت دارین ستپون، بھروچ، گجرات

ناشر

دار العلوم سعادت دارین ستپون

بھروچ گجرات، الہند

تفصیلات

{جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں}

نام کتاب : مذہب شیعہ کا علمی محاسبہ

افادات : حضرت اقدس مولانا عبدالعلیم صاحب فاروقی دامت برکاتہم
(مہتمم دارالمبلغین لکھنؤ ورکنِ شوریٰ دارالعلوم دیوبند)

ترتیب وتحقیق : مفتی اسماعیل غازیؔ گودھروی (استاذ فقہ دارالعلوم سعادت دارین ستپون)

باہتمام : مفتی امتیاز صاحب ولنوی (مہتمم دارالعلوم سعادت دارین ستپون، بھروچ)

کمپوزنگ وسیٹنگ : محمد حسین بن آدم صالحؔ (ناظم کتب خانہ دارالعلوم سعادت دارین ستپون)

طبع اول : ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق فروری ۲۰۱۶ء

تعداد طبع : ۱۱۰۰

صفحات : ۷۸

ملنے کے پتے

(۱) دارالعلوم سعادت دارین ستپون، بھروچ

(۲) دارالمبلغین لکھنؤ

(فہرست)

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ از مرتب	۴
۲	کلمات تحسین : از حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب فاروقی دامت برکاتہم	۱۱
۳	حوصلہ افزا کلمات : حضرت مولانا ابراہیم صاحب ستپونی دامت برکاتہم	۱۳
۴	تقریظ : حضرت مولانا محمد شوکت علی صاحب بھاگلپوری دامت برکاتہم	۱۵
۵	تقریب وتہنیت : حضرت مولانا مفتی امتیاز صاحب ولنوی دامت برکاتہم	۱۷
۶	خطبہ وتمہیدی کلام	۲۰
۷	سیاسی بازی گری کا نتیجہ	۲۰
۸	شیعانِ عبداللہ بن سبا	۲۳
۹	دو بنیادیں: ''تولاّ'' اور ''تبرّا''	۲۶
۱۰	بڑے میچ کی تیاری	۲۹
۱۱	خلاصۂ کلام	۲۹
۱۲	دین کو چھپانے کی ترغیب	۳۰
۱۳	شیعی مذہب سے ناواقفیت کا اہم سبب	۳۱
۱۴	جھوٹ کو عبادت بنانے کا شیعی ہتھیار ''تقیہ'' اور لچر استدلالات	۳۲
۱۵	شیعی راہ میں حائل دو بڑی رکاوٹوں کے ازالہ کی گھناؤنی تدبیر	۳۴
۱۶	لمحۂ فکریہ	۳۵
۱۷	حفاظتِ حدیث کا غیبی نظام	۳۷

۱۸	عقیدۂ تحریف قرآن اور ایک شیعہ سے دلچسپ مکالمہ	۳۸
۱۹	اصول کافی میں تحریف قرآن کا مستقل باب	۴۱
۲۰	امام اہلِ سنت کا چالیس ۴۰ پارے والے قرآن کا مشاہدہ	۴۳
۲۱	علامہ نوری طبرسی کا تحریف کا اقرار	۴۴
۲۲	ضروری انتباہ!!	۴۴
۲۳	شیعہ سنی اختلاف، اعتقاد کا اختلاف ہے مسلک کا نہیں	۴۵
۲۴	آمدم برسر مطلب	۴۹
۲۵	امام اہل سنت کے اعلانِ تکفیر پر مولانا دریابادیؒ کا خط بنام حضرت تھانویؒ	۴۹
۲۶	قادیانی اور شیعہ ایک ہی ملت ہے	۵۰
۲۷	شیعہ سنی اختلاف واتحاد پر ایک مولانا سے دلچسپ گفتگو	۵۰
۲۸	شیعی روزہ کے افطار کی بابت ایک دلچسپ واقعہ	۵۲
۲۹	کچھ لمحے غیر مقلدین کے ساتھ	۵۳
۳۰	مسکت جوابات کے لئے ٹھوس صلاحیت کی ضرورت	۵۴
۳۱	غیر مقلدین سے لڑنے کے لئے سب سے بڑا ہتھیار کیا ہونا چاہئے......	۵۶
۳۲	اجماعِ صحابہ بہت بڑی حجت ہے	۵۶
۳۳	انگلینڈ میں ایک غیر مقلد سے دلچسپ مکالمہ	۵۹
۳۴	مرزا کا ظہور کب اور کس طرح؟	۶۱
۳۵	ردّ مرزائیت پر دو اہم کتابیں	۶۳
۳۶	ردّ قادیانیت میں علمی دلائل سے زیادہ تدبیر کے اختیار کی ضرورت	۶۳

۳۷	قادیانی مرکز کے محاذی، سنی مسجد کی تعمیر	۶۴
۳۸	مکاتب کا قیام قادیانیت کی سب سے بڑی تردید	۶۵
۳۹	**ضمیمہ ازمرتب:** عبداللہ بن سبا اور اس کی منصوبہ بند سرگرمیاں	۶۶
۴۰	شہادت عثمان ؓ پر صحابۂ کرام کے تأثرات	۶۹
۴۱	تقیہ کے متعلق دلچسپ لطیفہ	۷۰
۴۲	مکتوبِ گرامی مولانا دریابادیؒ بنام حضرت اقدس تھانویؒ	۷۱
۴۳	حضرت عمر ؓ کا قاتل شیعوں کا ہیرو	۷۵
۴۴	لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ کی تحقیق	۷۶
۴۵	تعارف مولانا عبدالستار تونسویؒ	۷۷

﴿مقدمہ﴾

ازمرتب

الحمد للہ کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی وبعد:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کی رشد وہدایت کے لئے حضراتِ انبیاء ورسل علیہم الصلوۃ والسلام کا زرّیں سلسلہ جاری فرمایا، پھر آخر میں حضرت نبی کریم ﷺ کو خاتمیت کی مہر ثبت فرما کر رہتی دنیا تک کے لئے مبعوث فرمایا، اس پر نصوص شاہد عدل ہیں، یہی وجہ ہے کہ جس کسی فرد یا جماعت نے قصرِ نبوت میں رخنہ اندازی کی مذموم کوشش کی یا کرنا چاہی، اہل السنۃ والجماعۃ کے مقتدر اور غیور علماء اور حق نواز افراد نے ہر میدان میں اتر کر پروانہ وار مقابلہ کیا اور اسے ناکام ونامراد بنا کر کے ہی دم لیا، اور احقاقِ حق کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا۔

یہ امر مبنی برحقیقت ہے کہ اسلام اور اہلِ اسلام کو زک پہنچانے یا نیست ونابود کرنے کے لئے کمر توڑ کوششیں کی گئیں ہیں اور کی جارہی ہیں، اور اس کے پسِ پردہ وہ سازشی اذھان، پالیسی ساز افراد یا جعل ساز ادارے ہیں، (جو درحقیقت بلا واسطہ یا بالواسطہ صہیونیت کے پروردہ ہیں) جن کا ذکر ماضی وحال کے مفکرین اور اربابِ قلم کرتے چلے آرہے ہیں؛ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ اہل حق نے ہمیشہ زندہ دلی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے بروقت مساعیٔ مذمومہ کا نوٹس لیا اور ان پر قدغن لگا کر وقت کی پکار پر عمل کیا، تاریخ کے روشن صفحات میں ان کی ناقابلِ فراموش خدماتِ جلیلہ ہمارے لئے نقش راہ اور نشان منزل بن کر ہمیں بھی ہر لمحہ وقت کی پکار پر لبیک کہہ کر میدانِ عمل میں کود پڑنے کی دعوت دیتی ہیں اور ہماری غیرت کو للکارتی ہیں، خدا کرے کہ ہمارے اندر غیرتِ ایمانی بیدار ہوجائے۔

ویسے تو اسلام اور اہلِ اسلام پر فرقِ باطلہ کی طرف سے یلغاریں اور یورشیں ہوتی رہی ہیں؛ مگر جس قدر چوطرفی شدید حملے شیعانِ عبداللہ بن سبا کی طرف سے ہوئے اور ہورہے ہیں، ان کی نظیر ملنا مشکل ہے، تاریخ شاہد ہے کہ انہوں نے اہلِ اسلام کے خلاف کبھی کفار ومنافقین کا، تو کبھی یہود ونصاریٰ وملحدین کا ساتھ دیا، اور اللہ کی سرزمین کو اُسی کے نا[م]

لیواؤں کے خون سے رنگین کیا، اور رنگین کیوں نہ کرتے، کیونکہ شیعی روایت کے بموجب سوائے شیعوں کے سب حرامی یا زانی وبدکار ہیں، کلینی کہتے ہیں: **اِنَّ النَّاسَ کُلَّھُمْ اَوْلَادُ الزِّنَا اَوْ قَالَ بَغَایَا مَاخَلَا شِیْعَتِنَا**۔ (الروضۃ: ۸/۱۳۵) یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اہلِ سنت کی جان ومال کو مباح قرار دیا، چنانچہ داؤد بن فرقد کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ سے دریافت کیا کہ نواصب (اہل سنت) کے قتل کے سلسلہ میں کیا حکم ہے، جواب دیا کہ مباح الدم ہیں، لیکن میں تم لوگوں پر ڈرتا ہوں (کہ پتا نہیں یہ کام انجام دے سکو گے یا نہیں) اگر تمہیں کم از کم یہی موقع مل جائے کہ اُن پر دیوار گرادو یا پانی میں ڈبو سکو، تو تم ایسا کر گذرو، تاکہ وہ تمہارے خلاف گواہی نہ دے سکیں۔ (وسائل الشیعہ ۱۸/ ۴۶۳، بحار الانوار ۲۷/ ۲۳۱)

(ماخوذ ومستفاد: **مظلوم اہلِ بیت کا مقدمہ ترجمۂ کشف الاسرار وتبرئۃ الائمۃ الاطہار** ص: ۱۱۹)

واضح رہے کہ شیعہ سنی اختلاف مسلکی نہیں بلکہ اعتقادی ہے، اسلام کے خلاف یہ اِک مستقل دین ہے، شیعہ سنی اختلاف ہر ہر شئ میں ہے حتی کہ اذان وکلمہ بھی مختلف ہیں، اہلِ سنت وجماعت کے عقائدِ حقّہ کے برعکس ان کے عقائد باطلہ -- دیگر فرقِ باطلہ کی بہ نسبت -- نہایت ہی غلیظ اور ہتک آمیز ہیں، ان سے کبھی خیر وبھلائی اور اتحاد واتفاق کی توقع کی ہی نہیں جاسکتی، بھلا بتائیے! جو قوم اپنے مذہبی پیشواؤں اور ائمہ اطہار، اہل بیت، صحابۂ عظام، انبیاء کرام؛ بلکہ خالق کائنات تک کو موردِ طعن بنائے، اور ان کی ہستیوں کو داغدار کرنے سے باز نہ آئے، ایسی قوم سے خیر وبھلائی اور اتحاد واتفاق کی توقع کیوں کر کی جاسکتی ہے، اس قوم سے خیر وبھلائی اور اتحاد واتفاق کی توقع کرنا سوئی کے ناکے میں سے اونٹ نکلنے کے ناممکن محاورہ کو ممکن تصور کرنے اور جوئے شیر لانے کے مترادف ہے ؎

ایں خیال است ومحال است وجنوں

انہی کے ایک مجتہد سید نعمت اللہ جزائری ''الانوار الجزائریۃ'' (۲/ ۲۷۸) میں رقم طراز ہیں کہ: ''ہمارا اور اہل سنت کا کسی بھی بات پر اتفاق نہیں ہوسکتا ہے، نہ خدا پر، نہ رسول پر اور نہ امام ہی پر، کیونکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ ان کا رب وہی ہے جس کے نبی محمد ﷺ ہیں، اور ان کے بعد ان

کے خلیفہ ابوبکر ؓ ہیں، لیکن ہم نہ اس رب کو مانتے ہیں اور نہ اس نبی کو بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ رب جس کے نبی کے خلیفہ ابوبکر ؓ ہیں، وہ رب ہمارا رب نہیں، اور وہ نبی ہمارا نبی نہیں''۔

(مظلوم اہل بیت کا مقدمہ ترجمہ 'کشف الاسرار و تبرئۃ الائمۃ الاطہار ص: ۱۱۴)

قارئین! اہلِ السنۃ والجماعۃ کے اہم عقائد میں سے یہ ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ ہیں، نیز آپ ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی سیادت وقیادت کی باگ ڈور سنبھالنے کے حقدار علی الترتیب خلفاء راشدین ہیں، جبکہ اہل تشیع کا نظریہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وصایت وولایت اور خلافت بلا فصل کا ہے، یہیں سے عقیدۂ امامت کے سبائی مفروضہ نے جنم لیا اور یہی عقیدہ ان کا اصل الاصول ٹھہرا اور اسی کے نتیجہ میں قدحِ صحابہ اور ''بداء'' جیسے غلیظ عقائد وجود میں آئے، اور یہی عقیدہ شیعہ وسنی افتراق کا نقطۂ آغاز اور محورِ اول بنا۔

امام اہلِ سنت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: ''(حضرات شیعہ نے) دین اسلام کی تخریب وتحریف کا سب سے بڑا آلہ اسی مسئلۂ امامت کو بنایا ہے، دین اسلام کی جس چیز کو بگاڑنا چاہا کسی امام سے اس کے متعلق کوئی روایت نقل کردی، اماموں کی آڑ میں بیٹھ کر جس حرام چیز کو چاہا حلال کردیا، اور جس حلال چیز کو چاہا حرام بنا دیا''۔

(تفسیر آیات خلافت وامامت ص: ۲۲)

پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ امامت کے درجہ کو نبوت سے بڑھایا، اور اس کے لئے غلو آمیز باتیں تراشی گئیں، حیات القلوب جلد نمبر ۳ ص: ۱۰ کے حوالہ سے ان کے محدث اعظم جناب باقر مجلسی کا دل دہلانے والا یہ فتویٰ نظر نواز ہوا کہ ''امامت بالاتر از رتبۂ پیغمبری است'' یعنی امامت کا درجہ نبوت سے بالاتر ہے۔

اسی طرح ان کے قائدِ اعظم (بزعم خویش) آیۃ اللہ العظمیٰ جناب روح اللہ الخمینی کی کتاب ''الحکومۃ الاسلامیۃ'' ص: ۵۲ کے حوالہ سے یہ دلخراش عبارت بھی گذری کہ: ''وَاِنَّ مِنْ ضَرُوْرِیَّاتِ مَذْهَبِنَا اَنَّ لِاَئِمَّتِنَا مَقَامًا لَا یَبْلُغُهٗ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ'' یعنی یہ

عقیدہ ہمارے مذہب کی ضروریات میں سے ہے کہ ہمارے ائمہ کے مقام ومرتبہ تک نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی مرسل۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے ائمہ کی شان میں غالیانہ قصیدہ خوانی کرتے ہوئے اچھی خاصی خدائی بھی ان کے حوالہ کردی، حضرات ائمہ کے تئیں عِلْمِ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ، عِلْمِ مَتٰی یَمُوْتُوْنَ اور لَا یَخْفٰی عَلَیْهِمْ شَیْءٌ کا عقیدہ رکھنا، اسی طرح حضرت امیر المؤمنین ؓ کی طرف نمرودی فقرہ ''اَنَا اُحْیِیْ وَاُمِیْتُ'' منسوب کرنا، اَنَا حَیٌّ لَا اَمُوْتُ، اَنَا الْاَوَّلُ، اَنَا الْاٰخِرُ، اَنَا الْبَاطِلُ، اَنَا بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ نیز مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ اور قَسِیْمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ جیسے الٰہی القاب سے حضرت امیر کو ملقب کرنا چہ معنی دارد؟ یہ ائمہ کو الوہیت کے مرتبہ پر پہنچانا نہیں تو اور کیا ہے؟!

پھر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ انہوں نے باری تعالیٰ کے لئے ''بداء'' جیسا کائنات کا غلیظ ترین عقیدہ تصنیف کرکے اپنی بد باطنی اور خباثتِ عظمیٰ کا اعلیٰ نمونہ پیش کرکے خود ہی ''اَكْفَرُ الْكَفَرَةِ'' ہونے کا ثبوت دیا، ''بداء'' کا مطلب یہ ہے کہ خدا جاہل ہے (نعوذ باللہ من ذلك) اور اس کی اکثر پیشین گوئیاں غلط ہوجاتی ہیں، اور وہ نادم وپشیمان ہوتا ہے، یہ عقیدۂ کفریہ ان کے یہاں ایمان کا جزء اعظم ہے۔ یہ عقیدہ کیوں تصنیف کیا گیا، اور کتنا اہم ہے؟ اس کے لئے ملاحظہ ہو ''تنبیہ الحائرین معروف بہ شیعہ اور قرآن'' جدید ایڈیشن ص: ۱۸۰ پہلا مسئلہ، از امام اہل سنت مولانا عبدالشکور فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔

بہرحال ان کے عقائدِ باطلہ کی ایک طویل ترین فہرست ہے، کن کن امور کو زیر تحریر لایا جائے اور کن کو نہیں، قلم بھی مخمصہ کا شکار ہے، صاحبِ افادات نے شیعیت کے بعض اہم ترین اساسی گوشوں کو اپنے مفصل ومدلل خطاب میں واشگاف فرمایا ہے، سلسلۂ کلام کو دراز نہ کرتے ہوئے آخر میں ان کی اخلاقی انارکی اور ہوا پرستی کا کچھ تذکرہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا، تو آیئے! ان کی ہوس رانیوں کی سرسری سیر کیجئے:

حضراتِ شیعہ نے بنت حواء کی عصمت دری اور عفت کی دھجیاں اڑانے کے لئے ''متعہ'' پر اعلیٰ عبادت کا خوبصورت خول چڑھا کر یا کمالِ ایمان کا شامیانہ ڈال کر زنا کا ایسا دروازہ

کھول دیا کہ جسے دیکھ کر یقیناً ان کا پیرِ مُغاں (شیطان) مارے خوشی کے تالیاں پیٹنے لگا ہوگا۔

شیعوں کے یہاں متعہ کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی مرد وقتِ مقررہ تک اجرت طے کر کے عورت سے مباشرت کرے، اس کے لئے نہ گواہوں کی ضرورت ہے اور نہ ہی سرپرست سے اجازت کی، نیز متعہ کے لئے کوئی عدد بھی متعین نہیں؛ بلکہ ہزار بار بھی ہوسکتا ہے، دو بہنوں سے بھی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، ان کے یہاں فضائلِ متعہ کے حصول کے لئے کم سنی وصغر سنی بھی مانع نہیں، بس لڑکی سمجھدار ہونی چاہئے، جس کی تحدید دس سال سے کی گئی ہے، مگر "کشف الاسرار وتبرئۃ الائمۃ الاطہار" کے مصنف سید حسین موسوی کا سابقہ ایسے حضرات سے بھی پڑا، جن کے یہاں دس سال بھی لازمی نہیں، پھر مجتہد موصوف نے ''مشتے نمونہ از خروارے'' شہادت کے طور پر امام خمینی کا چشم دید واقعہ ذکر کیا ہے، جس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے کہ.... ''امام خمینی کا ''عطیفیہ'' میں ''سید صاحب'' نامی ایک ایرانی شخص کے مکان پر قیام ہوتا ہے، امام صاحب کے ان سے گہرے مراسم تھے..... دیر رات امام صاحب کی نظر اس میزبان کی کم سن اور بلا کی خوبصورت بچی پر پڑی، عمر بمشکل سات یا آٹھ سال ہوگی، موصوف نے میزبان کی اجازت سے متعہ کیا اور بچی کو باہوں میں لے کر رات کی آغوش میں پہنچ گئے! رفقاءِ سفر بشمول مصنف کتابِ ہذا رات بھر بچی کی سسکیاں اور کراہ سنتے رہے۔

واضح رہے کہ امام خمینی نے اپنی کتاب ''تحریر الوسیلۃ'' (۲/۲۴۱) میں مسئلہ نمبر ۱۲ کے تحت یہ بھی لکھا ہے کہ: شیر خوار بچی سے بھی متعہ درست ہے، یعنی اس کو گلے سے چمٹنا، چومنا چاٹنا، اور ران پر ران کو مسلنا (یعنی اس کی رانوں پر عضوِ تناسل رگڑنا) وغیرہ''۔

(مظلوم اہل بیت کا مقدمہ مترجم ص:۵۲ تا ۵۴)

پھر شیعوں نے انفرادی متعہ ہی پر اکتفاء نہیں کیا؛ بلکہ ان کے یہاں اجتماعی متعہ یعنی "متعۂ دوریہ" حتی کہ عورتوں، مردوں، بالخصوص نوخیز لڑکوں کے ساتھ لواطت کرنا بھی جائز ہے، تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

اس وقت ناظرین کی خدمت میں دو روزہ تربیتی اجلاس (منعقدہ: ۱۵-۱۶/صفر

۱۴۳۶ھ موافق ۵-۶ مارچ ۲۰۱۵ء بروز پیر ومنگل) کی دوسری اہم تقریر مشتمل بر ردِّ شیعیت پیش کرتے ہوئے ہم اپنے خالق ومالک کے تئیں دل میں شکر وسپاس کے جذبات موجزن پاتے ہیں کہ دنیا کا ادنیٰ سے ادنیٰ کام بھی اس وقت تک انجام نہیں دیا جاسکتا جب تک کہ اس کی توفیق رفیق نہ ہو، اسی ہی کی توفیقِ حسن سے تقریر ہذا کی ترتیب وتعلیق اور تنقیح ومراجعت کے مراحل بھی بحسن وخوبی پایۂ تکمیل کو پہنچے ہیں، فللہ الحمد اولا وآخرا۔

قبل ازیں پہلی تقریر مشتمل بر ردِّ قادیانیت بنام ''آئینۂ مرزا'' منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوکر بفضلہٖ تعالیٰ پذیرائی حاصل کرچکی ہے، اور اہلِ ذوق نے اسے بنظرِ تحسین دیکھا ہے، خود صاحبِ افادات نے ماضی قریب کے ضمنی سفر گجرات (جو ۲۸/صفر ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۲/دسمبر ۲۰۱۴ء بروز پیر کو ہوا تھا) کے موقع پر راقم السطور کو بالمشافہہ یہ مژدہ سنایا تھا کہ ''بھائی! اسے بہت لوگ پڑھ رہے ہیں'' اور قبل ازیں اپنی ہی زندگی میں بقیہ تقاریر کے جلد از جلد منظرِ عام پر لے آنے کی تحریک وتحریض بھی فرمائی تھی، خدا کرے کہ یہ تقریر بھی بارگاہِ صمدیت میں قبولیت حاصل کرے۔

''آئینۂ مرزا'' کی طرح اس تقریر میں بھی مقصدِ تقریر کو ملحوظ رکھتے ہوئے حسبِ ضرورت حک وفک، تقدیم وتاخیر اور حذف واضافہ سے کام لیا گیا ہے، اور تقریباً ہر بات کو مدلل ومحقق کرنے کی حقیر سی کوشش کی گئی ہے، تاکہ تقریر کی افادیت دوبالا ہو، کما لا یخفی علی اھل الخبرۃ، البتہ بعض امور کے حوالے غایتِ وضوح کی بناء پر درج نہیں کئے گئے ہیں، اور ساتھ ہی صاحبِ افادات کے البیلے اندازِ خطابت کو بھی باقی رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، تاہم اس میں ہم کتنے کامیاب ہوئے ہیں، اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

بڑی ہی ناسپاسی ہوگی اگر میں اس موقع پر ان طلبۂ عزیز کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا نہ کروں، جنہوں نے انتہائی محنت ولگن سے من وعن تقریر کو کمپوز کرکے کام کرنے کی راہ ہموار کی، اور ساتھ ہی اُن رفقاء کا بھی ممنون ہوں جن کا کسی بھی درجہ میں تعاون رہا ہو۔

بالخصوص جامعہ ہذا کے موجودہ فعّال مدیر حضرت مولانا مفتی امتیاز صاحب ولنوی

زید مجدہم کا شاکر وممنون ہوں کہ موصوف نے نہ صرف یہ کہ کام کی سرپرستی فرماتے ہوئے مراجعت کے لئے درکار بعض اہم مراجع مہیا فرمائے، بلکہ تقریر کے مسودہ کو اصلاحی نظر سے گذار کر اپنے گراں قدر مشوروں سے نوازا، اور موانع کا ازالہ کیا۔

نیز جامعہ ہذا کے رکن رکین حضرت مولانا ابراہیم صاحب پٹیل ستپونی دامت برکاتہم کا بھی شکر گذار ہوں کہ آنجناب کی توجہات اور مخلصانہ تعاون ہی سے یہ تقریر بھی پیش رَدِ تقریر (آئینۂ مرزا) کی طرح منظر عام پر آرہی ہے۔

اور آخر میں صاحبِ افادات مناظرِ اسلام، فاتحِ شیعیت حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب فاروقی دامت برکاتہم کا بھی خصوصی طور پر ممنون ہوں کہ حضرت والا ہی کی قدر افزائی وہمت افزائی سے کام آگے بڑھانے کا حوصلہ ملا، اور خوابیدہ جذبہ بیدار ہوا، اللہ تعالیٰ حضرت کو دارین میں اجرِ جزیل عطا فرمائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خطابِ ہذا کو ہم سب کے لئے صدقۂ جاریہ اور باعثِ نجات بنائے، آمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ۔

از

(مفتی) اسماعیل بن حافظ یعقوب غازی گودھروی عفا اللہ عنہ

خادمِ تدریس: دارالعلوم سعادت دارین ستپون، بھروچ، گجرات، الہند

۲۵؍جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۵؍اپریل ۲۰۱۵ء بروز بدھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلماتِ تحسین

صاحبِ افادات حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب فاروقی دامت برکاتہم

(مہتمم ادارہ دارالمبلغین لکھنؤ ورکنِ شوریٰ دارالعلوم دیوبند)

اسلام اور کفر یا حق وباطل کی آویزش روزِ اول سے چل رہی ہے۔ اسلام کے حلقہ بگوش، محسنینِ اسلام نبیٔ پاک ﷺ کے تلامذہ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے جب کفر کی مضبوط طاقتوں روم وایران کو فتح کر کے اسلامی پرچم وہاں لہرادیا اور خلیفۂ دوم سیدنا فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو مدینہ اور خیبر سے جلاوطن کر کے ان کی کمر توڑ دی، تو حسد ونفاق کی مریض یہ ایرانی اور مجوسی قومیں خاموش کیسے بیٹھتیں، چنانچہ اسلام سے انتقام لینے کے لئے عبداللہ بن سبا یہودی منافقانہ طور پر اسلام میں داخل ہوا، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت ووصایت کا اعلان کر کے پوری جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو معاذ اللہ! بے ایمان، غاصب اور مرتد قرار دے دیا اور پیغمبر اسلام کی ۲۳ سالہ محنت پر پانی پھیر دیا۔ یہ شیعیت کا نقطۂ آغاز ہے۔ آگے چل کر اسلام کے صاف شفاف چہرے کو داغدار کرنے کے لئے کیا کیا اور کیسے کیسے گل کھلائے ہیں اور کس طرح اسلام کو بدنام کرنے کی ناپاک کوششیں کی ہیں وہ مذہبِ شیعہ کی تاریخ سے ظاہر ہے، بقول علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ''**فایامھم فی الاسلام کلھا سود**'' (منہاج السنہ ص:۱۱۱) ان کی پوری تاریخ اسلام کو روسیاہ کرنے والے کرتوتوں سے بھری ہوئی ہے۔ لیکن اب آئے دن اشتہارات، اعلانات، تقاریر اور کتابوں کے ذریعہ یہ باور کرانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ شیعہ سنی اختلاف اصولی نہیں بلکہ فروعی اور مسلکی اختلاف ہے۔ حالانکہ ان کا عقیدۂ امامت، بدا، تحریفِ قرآن اور قذف ام المؤمنین رضی اللہ عنہا وغیرہ دیگر عقائد ان کے کفر وزندقہ کا کھلا ہوا اعلان کر رہے ہیں، اور سادہ لوح مسلمان اس دامِ ہمرنگ زمیں سازش کا شکار ہو رہے ہیں۔

اپنے دین وایمان کی حفاظت ہر ایمان والے کی ذمہ داری ہے ،شعائرِ اسلام کا احترام لازمی ہے ۔اسی لئے دینی علم حاصل کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے اور علم کو شیطانی ہتھکنڈوں سے حفاظت کا آلہ بتایا گیا ہے اور امکانی حد تک اس علم کو دوسروں تک پہونچانے کی تاکید بھی آئی ہے ۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے دارالعلوم سعادت دارین ،ستپون ، بھروچ، گجرات کے ذمہ داروں کو جنہوں نے اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے دوروزہ تربیتی کیمپ لگا کر مسلمانوں کو ایسے فتنوں سے آگاہ کرنے کا انتظام کیا،مزید توفیق وسعادت کی بات یہ ہے کہ اس تربیتی کیمپ میں کی گئی تقریروں کو کتابی شکل میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ اس کا فائدہ عام اور تام ہو۔

میری طرف سے ہزار شکریہ کے مستحق ہیں جناب مفتی محمد اسماعیل صاحب (گودھروی) جنہوں نے میری تقریر کو تحریر کا جامہ عطا کیا اور اس کو حوالوں سے مرصع کر کے مزید نافع بنانے کی کوشش فرمائی ۔اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو قبول فرمائے اور امت کے لئے مفید اور کام کی چیز بنائے ۔آمین

از

(حضرت مولانا) عبدالعلیم فاروقی (دامت برکاتہم)

مہتمم ادارہ دارالمبلغین ،لکھنؤ

۲۶ رصفر المظفر ۱۴۳۷ھ مطابق ۹ ردسمبر ۲۰۱۵ء بروز بدھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حوصلہ افزاء کلمات

حضرت مولانا ابراہیم صاحب ستپونی دامت برکاتہم العالیہ

(خادم دارالعلوم عربیہ اسلامیہ بولٹن، یو، کے ورکن شوریٰ دارالعلوم سعادت دارین ستپون)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ،اما بعد:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ،اور اس کی ہدایت ورہبری کے لئے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والتسلیم کا مبارک سلسلہ جاری فرمایا اور آخر میں سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرما کر اس سلسلۂ زریں کو پایۂ تکمیل تک پہنچادیا، ارشاد باری ہے: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ:۳) پھر نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد ارشاد وتبلیغ کے لئے علماء کرام کو اپنے آخری حبیب کا وارث وجانشین بنایا، قیامت تک نت نئے فرقِ باطلہ کی سرکوبی کی ذمہ داری بھی انہیں علماء کے سپرد ہے، مقام شکر ہے کہ ہر دور میں امت محمدیہ میں علماء کرام کی ایک منتخب جماعت فرقِ باطلہ کی بیخ کنی کے لئے سرگرداں اور میدانِ عمل میں کارفرما نظر آتی ہے۔

اس زریں سلسلہ کی ایک اہم کڑی بلکہ سنہری لڑی جانشینِ امام اہلِ سنت ،فاتح شیعیت حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب فاروقی دامت برکاتہم العالیہ کی ذات گرامی ہیں، ویسے تو حضرت والا دورِ حاضر میں پائے جانے والے تقریباً تمام ہی فرق باطلہ کی تردید میں پیش پیش رہتے ہیں؛ مگر حضرت والا کا خاص موضوع اور مشن ''ردّ شیعیت'' ہے، ہمارے جامعہ دارالعلوم سعادت دارین ستپون میں دو روزہ تربیتی اجلاس (منعقدہ: مؤرخہ ۵،۶ مارچ ۲۰۰۷ء بروز پیر ومنگل) ''ردّ فرقِ باطلہ'' کے عنوان پر رکھا گیا تھا (جس کی تفصیل مطبوع رسالہ ''آئینۂ مرزا'' میں عرض مرتب کے تحت آچکی ہے) جس میں حضرت والا کی ایک اہم تقریر ردّ شیعیت پر ہوئی تھی، جس میں ایک طرح سے حضرات شیعہ کا علمی محاسبہ کیا گیا ہے، اسی تقریر کو جامعہ کے مخلص ومحنتی استاذ حضرت مولانا مفتی اسماعیل صاحب گودھروی دامت برکاتہم

نے مہتمم جامعہ حضرت مولانا مفتی امتیاز صاحب ولنوی دامت برکاتہم کی زیر سرپرستی تحریر کا مدلل ومحقق جامہ پہنایا اور قارئین کے استفادہ کی راہ ہموار فرمائی، اوراب اسے دیدہ زیب ودلکش پیرایہ میں شائع کرنے کی ہمارے جامعہ کو سعادت حاصل ہورہی ہے، دعا گوہوں کہ اللہ تعالیٰ ان محنتوں اور کوششوں کو بارآور فرما کر صاحبِ افادات اور مرتب اوران کے والدین کے حق میں صدقۂ جاریہ اورادارہ کی نیک نامی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

از

(مولانا) ابراہیم محمد پٹیل غفرلہ والوالدیہ

خادم دارالعلوم عربیہ اسلامیہ بولٹن، یو، کے مقام پریسٹن

۲۴ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ ۵ جنوری ۲۰۱۶ء بروز منگل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حضرت مولانا محمد شوکت علی صاحب بھاگلپوری دامت برکاتہم

(شیخ الحدیث دارالعلوم سعادت دارین سٹیپون، بھروچ، گجرات)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔ امابعد:

تاریخ اسلام میں گمراہ فرقوں کی ایک طویل فہرست ہے، جس میں ایک اہم نام روافض اور شیعوں کا بھی ہے، نظریاتی کشمکش کی بنا پر اس فرقے کے اندرونِ خانہ بھی کئی فرقے ہیں، انہیں فرقوں میں ایک ''شیعہ امامیہ'' یا ''شیعہ اثناعشریہ'' بھی ہے، یہی فرقہ آج کل عام طور پر شیعہ کہلاتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے تلبیس ابلیس ص:۲۹، مرقاۃ شرح مشکوۃ فیصل:۱/۳۸۱، تحفۂ اثناعشریہ:۱۶-۱۹)

اس فرقے کے عقائد ونظریات اور گمراہی کی روداد بڑی طویل ہے، اجمالاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ: اس گروہ کی بنیادی گمراہی تین ہیں: (۱) عقیدۂ امامت: شیعوں کا عقیدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد انسانوں کی رہبری اوران کو راہ مستقیم پر قائم رکھنے کے لئے حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ؛ نبی اکرم ﷺ کے جانشین اور امام ہوئے، پھر حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے یکے بعد دیگرے امام مبعوث ہوتے رہے، جو انبیاء ہی کی طرح معصوم، صاحب وحی اور واجب الاطاعت ہوئے، ان بدنصیبوں کا یہ عقیدہ در پردہ ابدیت اسلام کے خلاف ایک گھناؤنی سازش اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت ورسالت کے خلاف کھلی بغاوت ہے، (۲) تکفیر صحابہ: شیعوں کا عقیدہ ہے کہ وفات نبوی کے بعد ابوبکر صدیقؓ کی خلافت پر بیعت کرنے والے تمام صحابہ بشمول حضرت علیؓ (نعوذ باللہ) کافر ومرتد ہوگئے، کیونکہ انہوں نے ''امام معصوم حضرت علی رضی اللہ عنہ'' کو خلیفہ نہیں بنایا جو اُن کے خیال میں سب سے زیادہ مستحق خلافت تھے، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام سے بغض وعداوت رکھنا شیعوں کے یہاں جزو ایمان ہے، اسی کو ان کے یہاں تبرا کہا جاتا ہے، (۳) تحریف قرآن: شیعوں کا عقیدہ ہے کہ موجودہ قرآن؛ محمد ﷺ پر نازل فرمودہ کتاب الٰہی نہیں! تحریف شدہ صحیفۂ عثمانی ہے، یہ تو اس گروہ کی گمراہیوں کے چند نمونے

ہیں، ورنہ تو حال یہ ہے کہ: ان کج فہموں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عفت، نبی اکرم ﷺ کی نبوت، جبرئیل امین کی امانت ودیانت بلکہ خداوند قدوس کی خدائی تک کو داؤ پر لگا رکھا ہے۔

حق جل مجدہ کا بڑا احسان ہے کہ دورِ صحابہ سے لے کر آج تک ہر زمانے میں علمائے امت ان مکاروں کی فریب کاری، ملمع سازی، اور محاذ آرائی کا بھرپور تعاقب کرتے رہے ہیں، ہمارا جامعہ بھی بفضلہ تعالیٰ اپنی بساط کے مطابق روزِ قیام ہی سے علماء امت کے شانہ بشانہ فرقِ باطلہ کے رد میں جُتا ہوا ہے، اور وقتاً فوقتاً تربیتی پروگرام منعقد کرتا رہا ہے، اِسی زریں سلسلے کی ایک اہم کڑی جامعہ ھذا کی مسجد خضراء میں "رد شیعیت، رد قادیانیت اور رد غیر مقلدیت" کے موضوع پر مشتمل دوروزہ تربیتی اجلاس (منعقدہ: ۱۵-۱۶/صفر ۱۴۲۸ھ موافق ۵-۶/مارچ ۲۰۰۷ء بروز پیر-منگل) بھی ہے جس میں مناظر اسلام جانشین امام اہل سنت حضرت مولانا عبد العلیم فاروقی صاحب دامت برکاتہم نے مختلف جامعات و مدارس گجرات کے اساتذہ ومنتخب طلبہ اور ضلع بھروچ کے مساجد ومکاتب کے ائمہ و معلمین کے ایک بڑے مجمع سے پانچ نشستوں کے اندر اپنے اچھوتے انداز میں ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔

زیر نظر رسالہ "مذہب شیعہ کا علمی محاسبہ" مذکورہ اجلاس میں ردشیعیت پر حضرت والا کے تربیتی خطاب کا ہی مجموعہ ہے، جس کو بعض سعادت مند طلبہ کی نقل کے بعد مرتبِ موصوف نے بڑی عرق ریزی اور سلیقہ مندی سے تحقیق وتخریج کے ساتھ مرتب فرمایا ہے "**فجزاہ اللہ خیرا**" رسالے کے اخیر میں غیر مقلدیت اور قادیانیت کے رد میں بھی چند عنوانات کے تحت گفتگو کی گئی ہے، خاکسار نے پوری کتاب پر غائرانہ نظر ڈالی ہے، ماشاء اللہ بہت خوب ہے، دل سے دعا گو ہوں کہ حق تعالیٰ شانہ اس علمی خدمت کو قبول فرما کر امت کے حق میں نافع اور ہم سب کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

آمین برحمتک یاارحم الراحمین وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

محمد شوکت علی عفی عنہ بھاگلپوری
خادم حدیث جامعہ ھذا

۹ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ
۲۰ جنوری ۲۰۱۶ء بدھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریب وتہنیت

حضرت مولانا مفتی امتیاز صاحب ولنوی دامت برکاتہم

(مہتمم دار العلوم سعادت دارین ستپون، بھروچ، گجرات)

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد:

شیعہ مذہب یہود و مجوس کی مشترکہ پیداوار ہے، جس کا مقصدِ وجود ہی یہ ہے کہ اسلام کے نام پر اسلام اور امت اسلامیہ کو جہاں تک ممکن ہو تباہ وبرباد کردیا جائے، ان کے عقائد اسلامی نقطۂ نظر سے نہایت ہی غلیظ ہیں، ان کے مذہب میں ائمۂ اہل بیت کو انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والتسلیم کے مقام سے بلند اور خدائی تصرفات کا مالک بنادیا گیا ہے، قرآنِ مقدس اور صحاح ستہ کے بے مثال مجموعہائے حدیث کو ناقابل اعتبار قرار دیا گیا ہے، جھوٹ اور فریب دہی کو اخلاقیات کا بنیادی پتھر ٹھہرایا گیا ہے، اسلامی اخلاق وکردار کی تباہی کے لئے متعہ جیسی حیاسوز بدکاری کو صرف یہی نہیں کہ رواجِ عام دیا گیا ہے؛ بلکہ اس کی فضیلت اور خوبیوں کے سلسلہ میں بے شمار احادیث وآثار گھڑ لئے ہیں۔

دوسری طرف امت مسلمہ کی بربادی کے لئے ان لوگوں نے وحی الٰہی کے اولین مخاطبین وحاملین یعنی رسول اللہ ﷺ کے خاصانِ خاص صحابۂ کرام ؓ کو مرتد اور کافر قرار دے کر ان کی اور ان کے صحیح پیروکاروں کی عداوت اور دشمنی اور ان کی ایذارسانی کو اپنا اصل الاصول قرار دیا ہے، اور اس مقصد کے لئے رذالت کی آخری حدود تک چلے جانے کو بھی یہ لوگ باعثِ ثواب سمجھتے ہیں، امت کی تاریخ میں تباہی وبربادی کے جتنے بھی بڑے بڑے حادثات پیش آئے ہیں، ان کے پیچھے ان ہی لوگوں کا ہاتھ کارفرما رہا ہے، غرض شیعہ مذہب کا مقصدِ وجود ہی یہ ہے کہ حقیقی اسلام اور حقیقی مسلمانوں کو روئے زمین سے ختم کردیا جائے اور یہودی شریعت اور مجوسی قوم پرستی کے معجونِ مرکب کو اسلام کے نام پر اقتدار اور سربلندی عطا کی جائے۔

اسلام کی مکمل تباہی کے منصوبے کو انہوں نے محمد بن حسن عسکری کی آمد سے وابستہ

کررکھا ہے،اور خود اندھیرے اور اجالے میں لعنت وملامت کے الفاظ اور تبرا آمیز جملوں اور طنزوں سے لذتِ کام ودہن لیتے ہیں،لہٰذا ضرورت ہے کہ ان خطرناک ڈاکوؤں اور ایمان چوروں کو مزید بے نقاب کیا جائے ،اور اس وقت عالم اسلام کی جو بھیانک اور خطرناک صورت حال بتکلف بنائی گئی ہے،اس کے پیچھے جن بد باطنوں اور خبیثوں کی ناپاک سازشیں اور گندی سرگرمیاں ہیں ،ان کے عقائد ونظریات کی ایک جھلک امت اسلامیہ کے سامنے پیش کی جائے ،ہمارے دینی کارکنوں نے جب کہیں شیعیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بند باندھنے کی کوشش کی تو شیعہ علماء اور ان کے سیاسی کارکن پھر ان شبہات اور اعتراضات کو سامنے لے آتے ہیں،جن کے جوابات امت سالہا سال سے دیتی چلی آرہی ہے،لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ان مخلصانہ ومحققانہ جوابات کو متین انداز میں نوجوانانِ اسلام کے سامنے پیش کئے جائیں تا کہ احقاقِ حق وابطالِ باطل کا شرعی فریضہ انجام دیا جاسکے۔

الحمد للہ اس ضرورت کے پیش نظر جامعہ سعادت دارین ستپون گجرات کے مؤقر اور متحرک استاذ محترم مفتی اسماعیل صاحب گودھروی دامت فیوضہم نے تربیتی کیمپ کی دوسری نشست (موصوف نے عرض مرتب میں اس کی وضاحت فرمائی ہے) کی تقریر مشتمل بر ردّ شیعیت کو نہایت ہی عرق ریزی سے تحریر کی شکل میں لائے ،اتنا ہی نہیں بلکہ ہر بات کو مرتب کرنے کے ساتھ ساتھ محقَّق کیا،حوالوں کی تلاش کے لئے مکتبات تک محدود نہیں رہے بلکہ انٹرنیٹ کا بھی بھرپور سہارا لیا،اپنے جوہرِ ذوق تحقیق کا خوب خوبی سے استعمال فرمایا،راقم الحروف نے بھی کم علمی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اس پر کئی بار متعدد مجالس میں بالاستیعاب غائرانہ نظر ڈالی، ماشاء اللہ ہر بات نہایت ہی تحقیق سے پیش کرنے کی سعی جمیل فرمائی ہے،اور واقعی کسی تقریر کو تحریر کا رنگ دینا اور انشاء کی طرح مفید بنانا محنت طلب ہونے کے ساتھ ساتھ استعداد ولیاقت کے جوہر سے آراستہ وپیراستہ ہونا بھی ضروری ہے،موصوف محترم نے دونوں ہی جوہر کا مخلصانہ استعمال فرما کر افادات کی افادیت کو دوبالا فرمادیا ہے،نیز زیادہ سے زیادہ مستند بنانے کی کوشش فرمائی ہے،پھر بعد ترتیب وتحقیق مفتی

صاحب **زادہ اللہ تعالیٰ** نے اسے صاحبِ افادات (مناظر الاسلام حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب فاروقی دامت برکاتہم) کی خدمت میں پیش کیا،حضرت والا دامت برکاتہم نے اسے بذات خود بنظر غائر دیکھا ایک دو جگہوں پر معمولی تغیر وتبدیل فرما کر مکمل طور پر تسلی کا اظہار فرمایا،اس طرح صاحب افادات سے ترتیب وتحقیق کی تائید بھی مل گئی اور **''مذہب شیعہ کا علمی محاسبہ''** نام بھی حضرت والا ہی کا تجویز فرمودہ ہے، جو ذوقِ احتساب رکھنے والے حضرات کے لئے امید قوی ہے کہ مفید ثابت ہوگا،ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تدبیر پر تقدیر ہی کا غلبہ رہتا ہے،اس لئے مسودہ کی تبییض کے باوجود بھی منظر عام پر آنے میں تاخیر ہوئی، جو خیر وبھلائی سے خالی نہیں ہوگی ،**ان شاء اللہ تعالیٰ**۔

دعا گوہوں کہ اللہ تعالیٰ موصوف محترم کو اور زورِ قلم سے نوازے اور جامعہ کے میدانِ تحقیق سے منظر عام پر آنے والی اس سعیِ جمیل کو سابقہ سعی بارآور ''آئینۂ مرزا'' کی طرح مثمر بنائے۔**آمین یارب العلمین بحرمة سید المرسلین ﷺ**

از

(مفتی) امتیاز ولنوی عفی عنہ

مدیر دار العلوم سعادت دارین ستپون، بھروچ، گجرات

۱؍ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۳؍دسمبر ۲۰۱۵ء بروز اتوار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

{خطبہ وتمہیدی کلمات}

الحمد للہ رب العلمین ،والصلاۃ والسلام علی سیدالمرسلین وخاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وبعد:

حضرات علماء کرام، بزرگو، دوستو اور عزیز طلبہ! کل تھوڑی دیر تک آپ حضرات کی خدمت گزاری کا شرف حاصل ہوا تھا(۱) اور میں نے قرآن مجید کے حوالوں پر اکتفاء کرتے ہوئے اجمالاً یہ بات آپ کی خدمت میں پیش کی تھی، کہ اللہ کے آخری پیغمبر ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی مساعیِ جمیلہ اور ہدایاتِ قرآنیہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ اسلام کا مقابلہ اصلی طور پر یہود ونصاریٰ سے رہا ہے۔

ایک بات یہ بھی میں نے آپ سے کہی تھی، کہ ہم اہلِ مدارس حضور انور ﷺ کی تعلیمات وفرمودات کے باقی رکھنے کے ذمہ دار ہیں۔ ہماری کوششیں اور ہماری تمام کی تمام جدوجہد اس طرف لگنا چاہئے، اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہئے۔

میں نے یہ بات بھی آپ سے کہی تھی کہ یہود یہ چاہتے ہیں، کہ کسی طرح ان کو پھر سے مدینہ پر قبضہ حاصل ہو، جب سے ان کو حضور ﷺ نے مدینہ سے، پھر فاروقِ اعظم عمر بن الخطاب ؓ نے جزیرۃ العرب سے باہر نکالا تھا، تب سے ان کی پلاننگ ہوتی رہی اور یہ اپنے کام میں مصروف رہے؛ لیکن حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما کی خلافت میں ان کو سامنے آنے کا موقع نہ ملا اور ہمت بھی نہ ہوئی۔

سیاسی بازی گری کا نتیجہ:

البتہ حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کے اخیر میں ان کو اپنی تمام کارروائیاں بروئے کار لانے کا موقع ملا، اور پوری ہمت کے ساتھ سب سے پہلے انہوں نے ریشہ دوانیاں شروع کیں، خلیفۂ وقت کے خلاف بدگمانی، بدظنی اور غلط اور جھوٹی باتیں مشہور کیں اور دو محاذ قائم کرلئے، ایک محاذ سیاسی طور پر جبکہ دوسرا محاذ مذہبی طور پر قائم کیا گیا۔

(۱) دوروزہ تربیتی اجلاس میں صاحبِ افادات کی یہ دوسری اہم تقریر تھی، اس سے قبل پہلی تقریر ''ردمرزائیت'' پر ہوئی تھی، جو بحمدہ تعالیٰ بنام ''آئینۂ مرزا'' شائع ہوچکی ہے، اسی کی طرف اشارہ ہے۔ ازمرتب

سیاسی محاذ کے نتیجہ میں حضرت عثمان غنی ؓ کی شہادت، اور بعض مؤرخین کی تحقیق کے مطابق حضرت عمر ؓ کی شہادت، حضرت علی مرتضیٰ ؓ کی شہادت، حضرت حسن ؓ کی ذلت وفضیحت کی گھناؤنی سازشیں، حضرت حسین ؓ کی شہادت اور تمام تاریخی دور کے رونما ہونے والے حوادث وواقعات (جنگ جمل، جنگ صفین اور جنگ نہروان وغیرہ) اسی سیاسی بازی گری کا نتیجہ ہیں جو یہود نے کی تھی، اور اس کا ایک نقشہ مرتب کیا تھا۔

حضرت عثمان غنی ؓ کی شہادت مقدر من اللہ تھی (۱) چنانچہ وہ شہید ہوئے، دور اول میں خود حضور انور ﷺ کی مبارک زبان سے حضرت عثمان ؓ کی شہادت کے بعد بے برکتیوں کے ظہور کے اشارے نہیں؛ بلکہ صراحتیں ملتی ہیں، بالآخر وہ سامنے آئیں۔ مسلمانوں کی جو تلوار غیروں کے لئے اٹھتی تھی، وہ اپنوں کے لئے اٹھی۔ (۲) خواہ جنگِ جمل ہو یا جنگِ صفین: ان

(۱) حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ: ایک دفعہ کوہِ احد پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ چڑھے، تو پہاڑ لرزنے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے احد! ساکن ہوجا، کیوں کہ تیرے اوپر (اس وقت) نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری ۱/ ۵۲۳، رقم: ۳۶۷۵) اور بھی متعدد روایات میں شہادت عثمان ؓ کا مضمون مذکور ہے، ملاحظہ ہو: (ترمذی ۲/ ۲۱۲، رقم: ۳۷۱۷، ۲۱۰، رقم: ۳۷۰۵، ۲۱۱، رقم: ۳۷۱۲ المستدرک للحاکم ۳/ ۹۹ تحت کتاب معرفۃ الصحابۃ، کنز العمال ۱۱/ ۲۸۴۔ رقم: ۳۲۸۶۰، ۲۷۳ رقم: ۳۲۸۵۸)

(۲) حسّی اور معنوی ہر طرح کی بے برکتیاں نمودار ہوئیں، اس سلسلہ کی چند روایات درج کی جاتی ہیں، ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: میں حضور اکرم ﷺ کے پاس چند کھجوریں لے کر آیا، میں نے کہا اے اللہ کے رسول! ان میں برکت کی دعا فرمادیجئے۔ آپ ﷺ نے وہ کھجوریں لیں، ان میں برکت کی دعا فرمائی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ان کو لے لیجئے اور اپنے توشہ دان میں ان کو ڈال لیجئے، جب ان میں سے لینے کا ارادہ ہو، تو اس میں ہاتھ ڈال کر لے لینا، اور اس کو جھاڑنا نہیں، میں نے ان کھجوروں میں سے اتنے اتنے وسق لئے اللہ کے راستہ میں (خرچ کرنے کے لئے)، ہم ان میں سے خود بھی کھاتے رہے اور لوگوں کو بھی کھلاتے رہے اور وہ ہمیانی ہمیشہ میرے پاس رہی، یہاں تک کہ جس دن حضرت عثمان ؓ کو شہید کیا گیا، تو اس دن وہ کہیں گرگئی۔ (۲/ ۲۲۴، رقم: ۳۸۴۸)

وَفِی الْمِرْقَاۃِ فِیْ شَرْحِ الْمِشْکٰوۃِ: وَکَانَ یَقُوْلُ اَبُوْ هُرَیْرَۃَ ؓ:

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَلِیَ هَمَّانِ بَیْنَهُمْ ۞ هَمُّ الْجِرَابِ وَهَمُّ الشَّیْخِ عُثْمَانَا

یعنی مرقاۃ میں لکھا ہے کہ: حضرت ابوہریرۃ ؓ فرماتے تھے کہ: ''لوگوں کو ایک غم ہے اور میرے لئے دو غم ہیں ایک ہمیانی کے گم ہوجانے کا غم اور دوسرا شیخ عثمان ؓ کے شہید کئے جانے کا غم''۔ (مرقاۃ ۱۱/ ۲۱۸-۲۱۷ مکتبۂ اشرفیہ دیوبند)

دونوں لڑائیوں میں کسی ایک کی طرف داری ہمارے لئے حرام ہے،﴿۱﴾ اگر ہم یہ کہیں کہ حضرت

▸ (۲) حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ مجھے میری امت کے حق میں سب سے زیادہ ڈر، گمراہ کرنے والے ائمہ کا لگا رہتا ہے، (یاد رکھو) جب میری امت میں تلوار چل پڑے گی، تو پھر قیامت تک نہیں رکے گی۔

(ترمذی شریف ۲ر ۴۳، رقم: ۲۲۰۲، ابوداؤد شریف ص: ۵۸۴-۵۸۳، رقم: ۴۲۴۶، کنز العمال ۱۱ر ۴۷۲، رقم: ۳۲۸۶۳)

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی چکی پینتیس یا چھتیس یا سینتیس برس تک گھومتی رہے گی پھر اگر لوگ ہلاک ہوں گے، تو اس راستے پر چلنے کی وجہ سے ہلاک ہوں گے، جس پر چل کر پہلے لوگ ہلاک ہو چکے ہیں، اور اگر ان کے دین کا نظام کامل و برقرار رہا، تو ان کے دینی نظام کی تکمیل و برقراری کا سلسلہ ستر ۷۰ برس تک رہے گا۔ راوی کہتے ہیں: میں نے پوچھا کہ یہ ستر ۷۰ سال بقیہ میں سے ہوں گے یا اس عرصہ کا بھی شمار ہوگا جو کہ گزر گیا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ستر ۷۰ سال کا عرصہ اس عرصہ سمیت ہے جو گزر چکا۔ (ابوداؤد شریف ص: ۵۸۴، رقم: ۴۲۴۸)

فائدہ: چنانچہ شہادت عثمان غنی کا فتنہ ۳۵ھ میں ظاہر ہوا، اس کے بعد ۳۶ھ میں جنگ جمل اور ۳۷ھ میں جنگ صفین کے فتنے پیش آئے، جس نے مسلمانوں کے دینی و ملی نظام اور سیاسی استحکام کو ہلا کر رکھ دیا اور اس کے نہایت روح فرسا نتائج نکلے! (مظاہر حق جدید ۶ر ۲۷۷ تا ۲۷۹، ادارہ اسلامیات دیوبند۔ ازالۃ الخفاء (اردو) ۱ر ۲۹۸ قسط ۳ حافظی بکڈپو دیوبند)

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ پر بعض صحابۂ کرام کے تاثرات ضمیمہ میں باحوالہ درج کئے گئے ہیں، من شاء فلیراجع، از مرتب

﴿۱﴾ وَفِیْ شَرْحِ الْعَقَائِدِ النَّسَفِیَّةِ: وَیُکَفُّ عَنْ ذِکْرِ الصَّحَابَةِ اِلَّا بِخَیْرٍ لِمَا وَرَدَ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَةِ فِیْ مَنَاقِبِهِمْ فِیْ وُجُوْبِ الْکَفِّ عَنِ الطَّعْنِ فِیْهِمْ... وَمَا وَقَعَ بَیْنَهُمْ مِنَ الْمُنَازَعَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ، فَلَهُ مَحَامِلُ وَتَاوِیْلَاتٌ. فَسَبُّهُمْ وَالطَّعْنُ فِیْهِمْ اِنْ کَانَ مِمَّا یُخَالِفُ الْاَدِلَّةَ الْقَطْعِیَّةَ فَکُفْرٌ کَقَذْفِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا **وَاِلَّا فَبِدْعَةٌ وَفِسْقٌ.** (ص: ۱۶۱ر ۱۶۲) یعنی صحابہ کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا جائے ورنہ زبان کو لگام دی جائے مناقب صحابہ میں ان وارد شدہ احادیث صحیحہ کی بناء پر جو ان پر زبانِ طعن دراز کرنے سے باز رہنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں.... اور صحابہ کے درمیان جو اختلاف اور لڑائیاں ہوئی ہیں، تو ان کو صحیح مقصد پر محمول کیا جائیگا اور درست تاویل کی جائے گی کہ یہ سب طالبینِ حق اور مجتہدین تھے، اور مجتہدِ مخطی معذور بلکہ ماجور ہوتا ہے، لہٰذا ان کو برا بھلا کہنا اور ان کو مطعون کرنا؛ اگر کسی ایسی بات کی وجہ سے ہے جو دلالت قطعیہ کے خلاف ہے، تب تو کفر ہے جیسے حضرت عائشہ صدیقہ المبرّءہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا، ورنہ پھر بدعت و فسق ہے۔

اکابر اہل سنت نے بھی مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں کف لسان کو اسلم واحوط قرار دیا ہے، دیکھئے: شرح فقہ اکبر لملا علی قاریؒ ص: ۸۶ مطبوعہ یاسر اینڈ کمپنی دیوبند، مرقاۃ: ۱۰ر ۱۳۲-۱۳۱، المکتبۃ الاشرفیۃ دیوبند شرح العقیدۃ الطحاویۃ لابن ابی العز ص: ۳۹۷، الابانۃ عن اصول الدیانۃ للامام ابی الحسن الاشعری ص: ۱۷۹ مکتبہ دار البیان دمشق بیروت، الیواقیت الجواہر فی بیان عقائد الاکابر ص: ۳۳۳-۳۳۴۔

معاویہ رضی اللہ عنہ مجرم تو غلط؛ اگر ہم کہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجرم تو غلط؛ اگر ہم کہیں کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مجرم تو غلط؛ اس موقعہ پر اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہم مطعون کریں تو بھی ہم مجرم ہوں گے، جو لوگ حق کے متلاشی ہیں ان کو اس وادی میں بڑی احتیاط اور ہوشمندی کے ساتھ قدم رکھنا ہوگا، کیوں کہ یہاں یہودیوں کا بچھایا ہوا ہمہ رنگ زمیں جال موجود ہے۔

شیعان عبداللہ بن سبا:

چنانچہ یہ محاذ سیاسی محاذ بن کر سامنے آیا، لیکن صرف سیاسی محاذ کافی نہیں تھا، بلکہ ان کو ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی مذہبی محاذ بھی قائم کیا جائے، کیونکہ یہ بات دو دو چار کی طرح واضح ہے کہ: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس ہمارے آقا ﷺ کی صحبت، تربیت اور تعلیم کے نتیجہ میں اتنا علم تھا کہ کوئی بہکانے والا ان کو بہکا نہیں سکتا تھا، کوئی آدمی ان پر جال ڈالے تو وہ ناکام ہو جائے، حضور ﷺ نے اس طرح ان کو کامل اور مکمل کیا تھا۔ اب وہ کریں تو کیا کریں، اگر سامنے آکر کے باقاعدہ روبرو لڑائی کریں، تو لوگ کہیں گے یہ غیر مسلم ہیں، اور وہ (صحابہ) مسلمان ہیں، تو ان یہودیوں نے جو پلان بنایا اس پلان کا سب سے بڑا ہیرو ''صنعاء'' کا رہنے والا ''ابن سوداء عبداللہ بن سبا'' ہے، جو اصلاً یہودی تھا، اور دکھاوے کا اسلام لاکر کے اس نے اپنا کام شروع کیا۔ میں نے شاید شام ﴿۱﴾ کو کسی سوال کے جواب میں یہ بات کہی تھی کہ: مذہبِ شیعہ کا اصلاً موجد عبداللہ بن سبا ہے، ﴿۲﴾ اور مجھے بہت اچھی لگی ایک بزرگ ﴿۳﴾ کی یہ بات کہ: شیعہ ''شیعانِ علی'' نہیں ہیں؛ بلکہ ''شیعانِ عبداللہ بن سبا'' ہیں، یعنی عبداللہ بن سبا کا گروہ ہیں۔ غالباً عقائد کی کسی شرح میں لکھا ہے کہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر جو بلوائی تھے، ان میں بھی عبداللہ بن سبا آگے آگے تھا۔ ﴿۴﴾، یہ اس

﴿۱﴾ بعدِ عصر سوال و جواب کے لئے وقفہ رکھا گیا تھا، اسی کی طرف اشارہ ہے۔

﴿۲﴾ عبداللہ بن سبا منصوبہ بند سرگرمیوں کی ایک جھلک دیکھئے: ضمیمہ کے تحت بعنوان: عبداللہ بن سبا اور اس کی سرگرمیاں۔

﴿۳﴾ حضرت مولانا عبدالستار تونسوی (پاکستان) مراد ہیں، مختصر تعارف ''ضمیمہ'' میں ملاحظہ کیجئے۔

﴿۴﴾ ''مھذب شرح العقیدۃ الطحاویۃ'' لابن ابی العز الدمشقی الحنفیؒ ص: ۴۰۴: تاریخ الاسلام للذہبی ۳ر ۴۳۸۔

قدر تیز اور چرب زبان تھا کہ ذرا دیر میں مخالف کو موافق بنالینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ تو اگر وہ ''ابن سبا'' کہہ دے کہ: ہم اسلام کے مخالف ہیں تو بات خراب ہوجائے، اور اگر یہ کہے کہ ہم اسلام کے موافق ہیں، اور سچ مچ مسلمان ہوجائے، تو یہودیوں کا کاروبار فیل ہوجائے؛ لہٰذا اس نے سوچا کہ: یہ مسلمان حضور ﷺ کی محبت میں مارے جاسکتے ہیں، حضور ﷺ کا نام لے کر کے ان کو ختم کیا جائے، تو یہ ختم ہوسکتے ہیں، تو دھیرے سے اس نے ایک چنگاری ڈالی کہ: دیکھو! حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں، حضور ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہیں، ان کی خلافت درحقیقت اصلی خلافت تھی، اور باقی جو تین خلافتیں پہلے تھیں، وہ تینوں غاصبانہ تھیں، لہٰذا سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت اور خلافت کا اعلان کرو، چنانچہ مکہ و مدینہ کے علاوہ کے بعض لوگ (جو صحابۂ کرام میں سے نہیں تھے) اس کے ہم نوا ہوگئے، ویسے تو بہت بڑی جماعت ہے، ان میں بنیادی طور پر جو نام آتے ہیں، مجھے ان میں سے چند نام یاد ہیں: زرارہ ﴿۱﴾

﴿۱﴾ یہ وہی زرارہ ہے جس کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے لسان المیزان (۲/ ۵۸۵-۵۸۶) میں اور علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال (۲/ ۶۹-۷۰) میں ابو یحيٰ کی سند کے ساتھ ابن سماک کی روایت بیان کی ہے کہ: حج کے موقع پر قادسیہ میں ابن سماک کی زرارہ بن اعین سے ملاقات ہوئی، زرارہ نے ابن سماک سے کہا کہ مجھے آپ سے بہت ضروری کام ہے، ابن سماک نے کہا بتلائیے، کیا ضروری کام ہے؟ تو اس نے کہا کہ: جب تو جعفر بن محمد سے ملے تو پہلے میرا اسلام عرض کرنا، پھر پوچھنا کہ میں جنتیوں میں سے ہوں یا دوزخیوں میں سے؟ ابن سماک کہتے ہیں کہ مجھے یہ سن کر عجیب سا لگا کہ بھلا جعفر بن محمد کو یہ بات کیسے معلوم ہوسکتی ہے، (یعنی اس کا علم سوائے خدا تعالیٰ کے کسے ہوسکتا ہے!) تو اس نے کہا: وہ جانتے ہیں، اور جب تک میں نے اس کی بات نہیں مان لی، تب تک وہ ہٹا نہیں، پھر جب میں جعفر بن محمد سے ملا تو سارا ماجرا کہہ سنایا، تو انہوں نے کہا کہ: وہ دوزخیوں میں سے ہے، میں نے عرض کیا کہ: آپ کو کیسے معلوم ہوا، تو فرمایا: جو مجھ پر اس کے علم کا مدعی ہو (یعنی میرے بارے میں یہ باطل عقیدہ رکھے) تو وہ دوزخیوں میں سے ہے، الی آخرہ۔

نیز یہ وہی زرارہ ہے جس نے ابوعبداللہ سے تشہد کے بارے میں دریافت کیا تھا، ابوعبداللہ کے جواب دینے کے بعد (کہ اس سے ''التحیات والصلوات.... '' مراد ہے) یہ ان کی داڑھی پر ریح خارج کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے نکل آیا تھا کہ یہ شخص (امام ابوعبداللہ) کبھی کامیاب وکامران نہیں ہوسکتا۔

اور یہ وہی زرارہ ہے جس پر خود امام نے بار بار لعنت بھیجی ہے، بلکہ اس کے متعلق تاکید فرمائی تھی کہ اگر یہ بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت نہ کی جائے اور اگر یہ مرجائے تو اس کے جنازہ میں بھی شریک نہ ہوا جائے، کیونکہ یہ یہود و نصاریٰ اور تثلیث کے قائلوں سے بھی گیا گذرا انسان ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ: اس کا ایمان بھی عارضی ہے، ایسے ◄

ابوبصیر ﴿۱﴾ ہشام بن الحکم ﴿۲﴾ وغیرہ اور یہ سب چلتے پرزے تھے۔ انہوں نے کہا کہ:

◄ لوگوں کو قیامت کے دن ''مُعَارُوْنَ'' (عارضی ایمان والے) کہہ کر پکارا جائے گا۔ (ملخص: رجال الکشی ص: ۱۱۲- ۱۱۴- ۱۱۹- ۱۲۰ موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان)

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ: زرارہ نے ابوجعفر کو دیکھا نہیں (وَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: مَارَأى اَبَا جَعْفَرٍ ازمیزان الاعتدال ۲/ ۷۰ مکتبہ اثریہ پاکستان) گویا لقاء تو دور کی بات ہے رؤیت تک ثابت نہیں، واللہ اعلم باالصواب۔

﴿۱﴾ یہ ابوبصیر لیث بن بختری وہی شخص ہے جس نے امام ابوالحسن موسیٰ کاظم کی شانِ اقدس میں خوب گستاخی کی ہے، وہ امام موصوف کے علم کو ناقص خیال کرتا تھا، (اَظُنُّ صَاحِبَنَا مَا تَكَامَلَ عِلْمُه) اسی طرح امام ابوعبداللہ کو متہم کرتا تھا کہ انہیں لذیذ کھانوں کی اتنی رغبت ہے کہ اپنے یہاں تھال والوں کو ہی حاضری کی اجازت دیتے ہیں، اور یہ کہتا تھا کہ اگر تمہارے امام کو دنیا مل جاتی تو وہ بھی دنیا کو ترجیح دیتے، (اَمَا اَنَّ صَاحِبَكُمْ لَوْ ظَفِرَ بِهَا لَاسْتَأْثَرَ بِهَا) اس گھناؤنے اتہام کی پاداش میں بامرِ الٰہی کتا آیا اور اس کے منہ پر پیشاب کرکے چلا گیا (خیال رہے کہ یہ نابینا تھا)، یہ بہت بڑا بھلکڑ تھا، نیز اخلاقی اعتبار سے گرا ہوا شخص تھا، وہ خود ہی اپنا حال بیان کرتا ہے کہ: ''میں ایک خاتون کو قرآن کا ٹیوشن دیا کرتا تھا، ایک دفعہ میں نے اس سے چھیڑ چھاڑ کی'' وہ خاتون شکایت لے کر امام ابوجعفر کے پاس پہنچی، امام موصوف نے بلا کر ابوبصیر کی سرزنش کی اور کہا کہ آئندہ اس حرکت سے باز رہنا۔ (ملخص و مستفاد: رجال الکشی ص: ۱۲۹- ۱۳۰ موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان)

واضح رہے کہ ابوبصیر (اصول کافی کا اہم راوی) اقراری کذّاب ہے۔ (تحفۂ اثناعشریہ (اردو) ص: ۱۸۶ مکتبہ دانش دیوبند)

نوٹ: مولانا منظور صاحب نعمانیؒ اپنی کتاب ''ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعیت'' میں ایک جگہ اسی زرارہ اور ابوبصیر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ہمارے نزدیک فی الحقیقت (یہ) شیعہ مذہب کے مصنف ہیں، کوفہ میں رہتے تھے اور حضرت امام باقر اور امام جعفر صادق مدینہ منورہ میں۔ یہ لوگ کوفہ سے کبھی کبھی مدینہ منورہ آتے اور یہاں سے واپس جاکر کوفہ میں اپنے خاص حلقہ میں ان ائمہ کی طرف منسوب کرکے اس طرح کی (غلط سلط، جعلی) روایات بیان کرتے تھے، ان ہی روایات پر شیعہ مذہب کی بنیاد ہے۔ (صفحہ: ۱۴۰)۔

خشت اول چوں نہد معمار کج — تا ثریا می رود دیوار کج

﴿۲﴾ ہشام بن الحکم (صحاح ثمانیہ کا راوی) کا شمار مشاہیرِ روافض میں ہوتا ہے، بڑا ہی غالی تھا، امام جعفر بن محمد کے شاگردوں میں تھا، اس کا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مجسم ہے، اور اس کا علم مُحدث ہے۔ (لسان المیزان ۶/ ۲۳۴ دارالفکر بیروت) ہشام بن الحکم کا یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے، اصول کافی میں بھی مذکور ہے (سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ الْحَكَمِ يَرْوِيْ عَنْكُمْ اَنَّ اللهَ جِسْمٌ.... وَحَكَيْتُ لَهٗ قَوْلَ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ اَنَّهٗ جِسْمٌ.... الخ) (۱/ ۷۶ دارالمرتضی بیروت لبنان) رجال الکشی میں ہے کہ: ہشام بن الحکم خود بھی گمراہ تھا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا تھا، اور امام ابوالحسن موسیٰ کاظم کے قتل میں شریک تھا (ضَالٌّ مُضِلٌّ شَرِكَ فِيْ دَمِ اَبِي الْحَسَنِ ص: ۱۹۳ و کذا ۱۹۹) ◄

دیکھو! حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور ﷺ کے خلیفۂ اول ہیں، اور یہ حضور ﷺ کی نیابت وجانشینی آپ کے خاندان ہی میں جاری رہنی چاہئے، اور آپ کے خاندان میں حضرت علی ؓ کا شمار ہوسکتا ہے، لہٰذا حضرت علی ؓ آپ کے پہلے خلیفہ ہیں، ان کو امام مانو، اور ان کے مخالفین کو برا کہو۔ حضرت علی ؓ کی تعریف کرنے میں جتنا ثواب ہے، -نعوذ باللہ- ان سے پہلے گزرے ہوئے خلفاء ثلثہ کو برا کہنے میں بھی اتنا ہی ثواب ہے!۔

دو بنیادیں: ''تولاّ'' اور ''تبرّا''

اس طرح دو بنیادیں قائم ہوگئیں: نمبر (۱) ''تولاّ'' اور نمبر (۲) ''تبرّا'' ﴿۱﴾ یعنی

◄ امام موصوف نے ہشام بن الحکم کو تاکید کی تھی کہ ان کے بارے میں بات نہ کرے، اس نے ایک ماہ تک توقف کیا، پھر امام کے متعلق باتیں کرنا شروع کردیں، بالآخر امام کا جو حشر ہونا تھا وہ ہوا۔ (ص: ۱۹۴)

﴿۱﴾ فَعِنْدَهُمْ (الرافضة) لَا وَلَاءَ إِلَّا بِبَرَاءٍ أَيْ لَا يُتَوَلَّى أَهْلُ الْبَيْتِ حَتَّى يَتَبَرَّأَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا!! یعنی خلاصہ یہ کہ ولایت کا قول اختیار کرنے کے لئے برأت کا اظہار خصوصاً حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے ضروری ہے۔ (شرح العقیدۃ الطحاویۃ لابن ابی العزص: ۳۸۲)

امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: تولاّ اور تبرّا امامت کے دو بازو ہیں (تفصیل ملاحظہ ہو: تفسیر آیات خلافت وامامت ص: ۱۸۸۔۱۸۹ مکتبہ فاروقیہ لکھنؤ)

اصول کافی میں بھی جگہ جگہ مختلف اسالیب سے تولاّ اور تبرّا کا ذکر موجود ہے، چند امثلہ حسب ذیل ہیں:

(۱) زرارہ امام جعفر سے مخاطب ہوکر کہتا ہے: (....فَمَنْ وَافَقَنَا مِنْ عَلَوِيٍّ أَوْ غَيْرِهِ تَوَلَّيْنَاهُ وَمَنْ خَالَفَنَا مِنْ عَلَوِيٍّ أَوْ غَيْرِهِ بَرِئْنَا مِنْهُ.....الخ ۲/۲٦۸ تحت باب اصناف الناس) (۲) ابان بن تغلب کی روایت میں فضائل تبرّا اور تولاّ کے حصول کی یہ شرط بیان کی ہے کہ: (فَلْيَتَوَلَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَلْيَتَوَلَّ وَلِيَّهُ وَلْيُعَادِ عَدُوَّهُ.....الخ ۱/۱۵۱) (۳) جابر جعفی نے ابوجعفر سے حضور ﷺ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ: (فَلْيَتَوَلَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَوْصِيَاءَهُ مِنْ بَعْدِهِ.....الخ ۱/۱۵۱) (۴) اصول کافی ہی کی ایک روایت میں ہے کہ: جو انبیاء کی سی حیات، شہداء کی سی موت اور رحمن کے لگائے ہوئے باغات میں رہائش کا خواستگار ہو تو اسے چاہئے کہ وہ علی، ولی علی اور ائمہ کا ذکر خیر وخوبی سے کرے.....الخ (۱/۱۵۰) ایک اور روایت میں تولاّ اور تبرّا پر عمل پیرا حضرات کے لئے سولہ (۱٦) انعامات کا وعدہ کیا گیا ہے، اور وہ یہ ہیں: (۱) الرَّوح (۲) الرَّاحة (۳) الفَلج (۴) العَون (۵) النَجاح (٦) البَرَكة (۷) الكَرامة (۸) المَغفرة (۹) المُعافاة (۱۰) اليُسر (۱۱) البُشرى (۱۲) الرِضوان (۱۳) القُرب (۱۴) النَصر (۱۵) التَمكّن (۱٦) الرَجاء والمَحبة من الله عز وجلّ (۱/۱۵۱، دار المرتضی بیروت لبنان)

حضرت علی ؓ اور دیگر ائمہ کی حد سے زیادہ خوبیاں اور اچھائیاں بیان کی جائیں اور مخالفین کی حد سے زیادہ برائیاں بیان کی جائیں، چنانچہ حضرت علی کی شان میں بے حد غلو کیا گیا!

اللہ اکبر! ایک موقع پر حضرت علیؓ کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا کہ: ''أَنَا قَسِيْمُ الْجَنَّةِ وَقَسِيْمُ النَّارِ'' ﴿۱﴾ ہم جنت اور جہنم کے بانٹنے والے ہیں۔ یعنی علی جسے جنت دیں اسے جنت، اور جسے جہنم دیں اسے جہنم ملے، اس کے علاوہ اور بہت سے باتیں .... اور یہ ساری صفات اماموں میں منتقل ہوئیں، اور ائمہ بارہ (۱۲) ہوئے، اور وہ سارے معصوم ہوئے ہیں۔

حضرت علی ؓ کو جب اپنے بارے میں غلو آمیز باتیں معلوم ہوئیں تو فرمایا کہ: دیکھو! تم لوگ میرے بارے میں ایسا کہہ رہے ہو؟ تو ایک گروپ کھڑا ہوا، اس نے کہا: یہ تو یہ کہہ رہے ہیں، ہم تو آپ کو خدا بھی جانتے ہیں۔ فرمایا کہ: ''اگر تم مجھے خدا کہو گے، تو میں تمہیں سزا دونگا''۔ ان لوگوں نے ماننے سے انکار کردیا، بالآخر حضرت علیؓ نے آگ جلوائی اور آگ میں ان کو ڈالا اور جب آگ میں جلنے لگے تو کہنے لگے: پہلے تو زبان سے آپ کو خدا کہتے تھے، اب تو سب نے دیکھ لیا، آگ کا عذاب اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں دیتا، آپ آگ کا عذاب دے رہے ہیں ﴿۲﴾ غور

◄ بحار الانوار میں شیخ محمد باقر مجلسی نے بھی ابواب ولا یتهم وحبهم وبغضهم صلوات الله عليهم (کتاب الامامت) کے تحت سترہ (۱۷) ابواب قائم کرکے تولاّ وتبرّا کے لئے کوئی ننانوے (۹۹) صفحات سیاہ کئے ہیں۔ (الکتاب السابع: ۷۰۳ تا ۸۰۳ مؤسسة احياء الكتاب الاسلاميه ايران، قم)

﴿۱﴾ شیعہ سنی اختلافات اور صراط مستقیم ص: ۱۷٦ بحوالہ بحار الانوار۔۔۔۳۹/۱۹۳)

﴿۲﴾ نمبر ۱: وَفِي لِسَانِ الْمِيْزَانِ: عَبْدُاللهِ بْنُ سَبَأٍ: مِنْ غُلَاةِ الزَّنَادِقَةِ ضَالٌّ مُضِلٌّ أَحْسِبُ أَنَّ عَلِيًّا حَرَّقَهُ بِالنَّارِ..... وَأَخْبَارُ عَبْدِاللهِ بْنِ سَبَأٍ شَهِيْرَةٌ فِي التَّوَارِيْخِ وَلَيْسَتْ لَهُ رِوَايَةٌ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ. وَلَهُ أَتْبَاعٌ يُقَالُ لَهُمُ السَّبَئِيَّةُ، مُعْتَقِدُوْنَ إِلٰهِيَّةَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَقَدْ أَحْرَقَهُمْ عَلِيٌّ بِالنَّارِ فِي خِلَافَتِهِ (ص: ۳٦۰-۳۵۹ دار الفکر بیروت لبنان)

نمبر ۲: وكذا فى المرقاة شرح المشكاة ۱۰۴/۷ تحت باب قتل اهل الردة والسعاة بالفساد. (المکتبۃ الاشرفیہ دیوبند)

نمبر ۳: وَفِي رِجَالِ الْكَشِّيِّ: عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا فَرَغَ مِنْ قِتَالِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ أَتَاهُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا مِنَ الزُّطِّ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِ وَكَلَّمُوْهُ بِلِسَانِهِمْ فَرَدَّ عَلَيْهِمْ بِلِسَانِهِمْ، وَقَالَ لَهُمْ: إِنِّي لَسْتُ كَمَا قُلْتُمْ أَنَا عَبْدُاللهِ مَخْلُوْقٌ. قَالَ: فَأَبَوْا عَلَيْهِ. وَقَالُوْا لَهُ: ◄

طلب بات یہ ہے کہ: انہوں نے آگ میں جلنا گوارا کیا اور جل گئے، جان دیدی، پرائے شگون کے لئے اپنی ناک کٹادی (یعنی دوسروں کے لئے اپنے کو مصیبت میں ڈالا) تاکہ بعد والے یہودیوں کے لئے راستہ صاف ہو۔ کہا: دنیا میں آپ ہمیں جلارہے ہیں، وہاں نہ جلایئے گا!! یہ فرقہ ''سَبَئِیَّۃ/سَبَائِیَّۃ'' کہلاتا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا مانتا ہے۔

◄ اَنْتَ اَنْتَ هُوَ. قَالَ لَهُمْ لَئِنْ لَمْ تَرْجِعُوْا عَمَّا قُلْتُمْ فِيَّ وَتَتُوْبُوْا اِلَى اللهِ تَعَالٰى لَاَقْتُلَنَّكُمْ. قَالَ: فَاَبَوْا اَنْ يَرْجِعُوْا وَيَتُوْبُوْا فَاَمَرَ اَنْ يُحْفَرَ لَهُمْ اٰبَارٌ فَحُفِرَتْ، ثُمَّ خَرَقَ بَعْضَهَا اِلٰى بَعْضٍ، ثُمَّ فَرَّقَهُمْ فِيْهَا، ثُمَّ طَمَّ رُؤُوْسَهَا. ثُمَّ اَلْهَبَ النَّارَ فِيْ بِئْرٍ مِنْهَا لَيْسَ فِيْهَا اَحَدٌ فَدَخَلَ الدُّخَانُ عَلَيْهِمْ فَمَاتُوْا (ص: ۸۶)

نمبر ۳: قَالَ ابْنُ حَزْمٍ رحمہ اللہ: وَالْقِسْمُ الثَّانِيْ مِنْ فِرَقِ الْغَالِيَةِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ بِالْاِلٰهِيَّةِ لِغَيْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاَوَّلُهُمْ قَوْمٌ مِنْ اَصْحَابِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَبَأٍ الْحِمْيَرِيِّ لَعَنَهُ اللهُ: اَتَوْا اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالُوْا مُشَافَهَةً: اَنْتَ هُوَ. فَقَالَ لَهُمْ: وَمَنْ هُوَ؟ قَالُوْا: اَنْتَ اللهُ. فَاسْتَعْظَمَ الْاَمْرَ، وَاَمَرَ بِنَارٍ فَاُجِّجَتْ فَاَحْرَقَهُمْ بِالنَّارِ. فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ وَهُمْ يُرْمَوْنَ فِي النَّارِ: اَلْاٰنَ صَحَّ عِنْدَنَا اَنَّكَ اللهُ لِاَنَّهُ لَا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ اِلَّا اللهُ. وَفِيْ ذٰلِكَ يَقُوْلُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ:

لَمَّا رَاَيْتُ الْاَمْرَ اَمْرًا مُنْكَرًا اَجَّجْتُ نَارًا وَدَعَوْتُ قَنْبَرًا

(الفصل فی الملل والاھواء والنحل لابن حزم الاندلسی ۳/ ۱۲۰ دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان)

''مسئلۂ ختم نبوت اور قادیانی وسوسے'' نامی محقّق رسالہ میں ہے کہ: جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا علم ہوا، تو فرمایا کہ: اگر یہ معاملہ میرے سامنے پیش ہوتا، تو میں انہیں قتل کرواتا، انہیں آگ میں نہ جلواتا، جب ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس بات کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علم ہوا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا، گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسئلہ معلوم تھا کہ آگ میں جلانا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے، اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کو جہنم میں ڈالیں گے، دوسروں کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ کسی کو آگ میں جلانے کی سزا دیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا اِلَّا اللهُ (آگ کی سزا دینا اللہ تعالیٰ ہی کے شایانِ شان ہے) یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ مسئلہ معلوم تھا، تو پھر کیوں جلایا؟ اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ آگ میں جلانے کی سزا دینا جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے۔ قَالَ الْعَلَّامَةُ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ فِي الْمِرْقَاةِ (ج: ۷ ص: ۱۰۴، باب قتل اھل الردۃ الخ): وَالْاِحْرَاقُ بِالنَّارِ، وَاِنْ نُهِيَ عَنْهُ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ. لٰكِنْ جُوِّزَ لِلتَّشْدِيْدِ بِالْكُفَّارِ. وَالْمُبَالَغَةِ فِي النِّكَايَةِ وَالنَّكَالِ. كَالْمُثْلَةِ. اسی طرح ضرورت کے وقت بھی آگ میں جلانا جائز ہے، جیسے گرم پانی سے جوئیں اور کھٹمل مارنا، یا تتیا بھڑنوں کا چھتہ جلانا۔

(مسئلۂ ختم نبوت اور قادیانی وسوسے مع حاشیہ ص: ۱۲/ ۱۳)

بڑے میچ کی تیاری:

میں بہت زیادہ پریشان تھا کہ یہ ''اثنا عشریہ فرقہ'' پانچ محرم کو آگ پہ کیوں ماتم کرتا ہے؟ اس کی کوئی اصل نہیں مل رہی تھی کہ کیوں یہ لوگ آگ کے اوپر پھاندتے ہیں۔ بیچ میں تھوڑا سارا کھ کا ڈھیر ہے، اِدھر اُدھر آگ جل رہی ہے اور پھاندرہے ہیں۔ تو جب میں نے یہ روایت دیکھی کہ یہ لوگ آگ میں جلے، تو میں نے کہا کہ: اوہو! تھوڑی بہت اس سنت کو زندہ کرنے کے لئے یہ کام کررہے ہیں۔

میں نے ایک شیعہ عالم سے پوچھا کہ: آپ لوگ آگ میں کیوں ماتم کرتے ہیں؟ آگ میں کیوں کودتے ہیں؟ تو جواب ملا: اگر کچھ نہیں کرسکتے ہیں، تو تھوڑا سا اپنے آپ کو جلا ہی لیں۔ میں نے کہا: نہیں! یہ بات نہیں ہے؛ بلکہ آپ لوگ بڑے میچ کی تیاری کررہے ہیں اور بڑی آگ (جہنم کی) جب ملے گی تو وہاں زیادہ پریشانی نہ ہوگی، کیونکہ دنیا میں آگ میں جلتے جلتے تھوڑی بہت عادت پڑچکی ہے، اس لئے یہ انتظام کررہے ہیں، آپ لوگ بہت عقلمند ہیں! تو کہنے لگے کہ یہ تو ہمارے اوپر الزام ہے، ہم نے کہا: چھوڑیئے۔

خلاصۂ کلام:

میرے بھائیو! میں یہ بتا رہا تھا کہ دو بنیادیں (تولّا اور تبرّا) قائم ہوئیں، خلاصہ یہ ہے کہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو معاذ اللہ منافق و مرتد اور غاصبِ حقوقِ اہل بیت قرار دے کر سب وشتم کرنا، تبرّا کہلاتا ہے، اس کی زد میں قرآن شریف اور نبوت جیسے اہم امور آتے ہیں، اور بارہ اماموں کو رسول کی طرح معصوم اور مفترض الطاعۃ قرار دینا تولّا کہلاتا ہے، اس کی زد براہِ راست ختم نبوت پر پڑتی ہے، (۱) اس لئے کہ عصمت تو نبوت کا خاصہ ہے، اگر کسی کو کوئی معصوم مان لے، تو ختم نبوت کا عقیدہ کہاں رہا؟ لہٰذا اس بنیادی بات کو ذہن میں رکھیے کہ: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم الصلاۃ والتسلیم کو معصوم بنایا ہے، ماسوا نبی کے کوئی معصوم نہیں، جبکہ شیعہ ائمہ کی عصمت کے قائل ہیں، (۲) پھر ان ائمہ کو وہ مقام دیا گیا، جو نبیوں کو بھی حاصل نہیں، آپ ان

---

(۱) تفسیر آیاتِ خلافت وامامت ص: ۱۸۸۔۱۸۹ مکتبہ فاروقیہ لکھنؤ۔

(۲) اصول کافی میں امام علی بن موسیٰ کا ایک طویل خطبہ ہے، اس میں معصومیت کی تصریح کی گئی ہے، اس خطبہ میں ایک جگہ ہے: اَلْاِمَامُ الْمُطَهَّرُ مِنَ الذُّنُوْبِ، وَالْمُبَرَّءُ عَنِ الْعُيُوْبِ..... پھر آگے چل کر اسی خطبہ میں ہے: ◄

کی کتابیں الگ الگ دیکھئے ،اور کچھ نہ ہوسکے تو اصولِ کافی دیکھئے، جس میں اماموں کے اختیارات، اماموں کا مقام، اماموں کا مرتبہ اور اماموں کے فضائل اور مناقب میں بہت کچھ کہا گیا ہے اور جو کچھ کہا گیا ہے اس کو طشت از بام نہ کرنے کا بھی انتظام اسی وقت سے کیا گیا؛ کیونکہ اگر اصلی حقیقت کوئی جان جائے گا، تو لوگ شیعوں سے الگ ہونے لگیں گے، لہٰذا مستقل طور پر ایک اصول قائم کیا گیا کہ: ''دین پر چپکے چپکے عمل کرو، کسی کے سامنے ظاہر نہ کرو''۔

دین کو چھپانے کی ترغیب:

مجھے ابھی اصولِ کافی کی ایک روایت یاد آئی، اس میں صاف طور پر امام باقر کی یہ روایت موجود ہے '' قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ :وَلَايَةُاللهِ اَسَرَّهَا اِلٰى جِبْرَائِيْلَ وَاَسَرَّهَا جِبْرَائِيْلُ اِلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ وَاَسَرَّهَا مُحَمَّدٌ اِلٰى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَسَرَّهَا عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلٰى مَنْ شَاءَ(الله) ثُمَّ اَنْتُمْ تُذِيْعُوْنَ ذٰلِكَ'' (۱) یعنی اللہ کی ولایت (یعنی مسئلہ امامت) خدا نے بطورِ راز کے جبرئیل سے بیان کیا اور جبرئیل نے چپکے سے محمد ﷺ کے کان میں بتایا، اور حضور ﷺ نے چپکے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کان میں بتایا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (بمشیتِ ایزدی) بطورِ راز کے جس سے چاہا، بیان کردیا، اب تم اسے نشر کررہے ہو! اسے پھیلا رہے ہو!۔

اللہ اکبر! تعجب ہے کہ ساری دنیا میں تو لوگ اپنے مذہب کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں، اور

◆ فَهُوَ مَعْصُوْمٌ مُؤَيَّدٌ مُوَفَّقٌ مُسَدَّدٌ قَدْ اَمِنَ مِنَ الْخَطَايَا وَالزَّلَلِ وَالْعِثَارِ يَخُصُّهُ اللهُ بِذٰلِكَ لِيَكُوْنَ حُجَّتَهٗ عَلَى الْاَرْضِ..... پھر ایک صفحہ کے بعد اسی میں ہے: مُبَرَّأً مِنَ الْعَاهَاتِ، مَحْجُوْباً عَنِ الْاٰفَاتِ، مَعْصُوْماً مِنَ الزَّلَّاتِ، مَصُوْناً عَنِ الْفَوَاحِشِ كُلِّهَا۔

(۱۴۴-۱۴۶-۷ ۱۴ تحت باب نادر جامع فی فضل الامام وصفاته، دار المرتضی، بیروت، لبنان)

شیعوں کے محدث اعظم شیخ محمد باقر مجلسی نے عصمت کا مستقل باب قائم کیا ہے، باب عصمتهم ولزوم عصمة الامام علیه السلام وصفاته وشرائطه الخ دیکھئے: بحار الانوار الکتاب السابع ص: ۴۳۸ تا ۴۴۶ (کتاب الائمہ) مؤسسة احیاء الکتاب الاسلامیه ایران، قم۔

(۱) یہ جزءِ روایت ہے، اصول کافی ۲/ ۷۷۵ باب الکتمان تحت کتاب الایمان و الکفر، دار المرتضی، بیروت، لبنان۔ اس نسخہ میں لفظ (اللہ) موجود ہے، جبکہ اصولِ کافی مطبوعہ لکھنؤ نولکشور میں لفظ (اللہ) موجود نہیں ہے، فتدبر۔

یہ دین کو چھپا رہے ہیں!!! امام اہلِ سنت حضرت مولانا عبدالشکور فاروقیؒ فرماتے ہیں: واقعی یہ دین چھپانے کے لائق ہے (۱)، اسی لئے ان کے یہاں مستقل طور پر '' بَابُ الْكِتْمَانِ'' ہے، چنانچہ اسی باب میں امام جعفر صادق سے روایت ہے: انہوں نے کہا: ''يَا سُلَيْمَانُ اِنَّكُمْ عَلٰى دِيْنٍ مَنْ كَتَمَهٗ اَعَزَّهُ اللهُ وَمَنْ اَذَاعَهٗ اَذَلَّهُ اللهُ. '' اے سلیمان! تم ایسے دین پر ہو کہ اگر تم اس کو ظاہر کروگے، تو ذلیل ہوجاؤگے، اللہ تمہیں ذلیل کرے گا، اور اگر چھپاؤگے تو تمہیں عزت ملے گی۔ (۲)

مولانا احتشام الدین مرادآبادی صاحبِ نصیحۃ الشیعہ (۳) فرماتے ہیں:

کبھی امر حق کو زبان پر نہ لانا　　جو حق پوچھے کوئی تو ناحق بتانا

چھپاؤگے حق کو تو عزت ملے گی　　جو ظاہر کروگے تو ذلت ملے گی

شیعی مذہب سے ناواقفیت کا اہم سبب:

مولانا منظور نعمانیؒ (جنہوں نے ابھی دورِ آخر میں جب خمینی کا فتنہ اٹھا، تو شیعوں کے سلسلہ میں چھان بین کی) نے لوگوں کی شیعوں کے مذہب سے ناواقفیت کا اہم سبب یہ بتایا ہے کہ: ان کے یہاں دین کو چھپانے اور ظاہر نہ کرنے کا سخت تاکیدی حکم ہے، اسی کا نام کتمان ہے، یاد رکھئے کہ ''کتمان'' اور ہے ''تقیہ'' اور ہے، تقیہ کہتے ہیں کہ: اپنے قول یا عمل سے خلافِ واقعہ یا خلافِ ضمیر و عقیدہ کوئی بات زبان پر لے آنا۔ (۴)

مگر خلافِ واقعہ کوئی بات اپنی زبان پر لائے تو ہم جھوٹے ہوں گے، خود اپنے آپ کو جھوٹا سمجھیں گے، سب لوگ ہمیں جھوٹا کہیں گے۔

---

(۱) امام اہل سنت آگے فرماتے ہیں: انہوں نے بڑی عقلمندی کی کہ زمانہ سلف میں اپنا مذہب ظاہر نہ کیا، ورنہ اس کا باقی رہنا دشوار تھا، اب شیعوں کی کتابیں چھپ گئیں، اس لئے بہت سی باتیں ان کے مذہب کی معلوم ہوگئیں؛ لیکن علماء شیعہ اب بھی اپنے عوام سے اپنے مذہب کے اسرار پوشیدہ رکھتے ہیں۔

(تنبیہ الحائرین معروف بہ شیعہ اور قرآن ص: ۲۱۰)۔

(۲) اصول کافی ۲/ ۷۶ ۵ باب الکتمان تحت کتاب الایمان والکفر، دار المرتضی، بیروت لبنان۔

(۳) نصیحۃ الشیعہ ۱/ ۱۱ مکتبہ صدیقہ ملتان شہر۔

(۴) ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعیت ص: ۲۲ اور ۲۲۴۔

جھوٹ کو عبادت بنانے کا شیعی ہتھیار ''تقیہ'' اور لچر استدلالات:

اب اگر جھوٹ بولنے کی اجازت ہو جائے تو پھر مزہ ہی کیا ہے! کہا: نہیں؛ جھوٹ کو عبادت بناؤ، یعنی شراب کو زمزم بناؤ، اس کے لئے مستقل طور پر ایک خوشنما کلمہ ''تقیہ'' مل گیا(۱) اور استدلال کہاں سے کیا ہے! "اِلَّاۤ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡهُمۡ تُقٰىةً" (آل عمران ۲۸)(۲)۔ مارا گھٹنا اور پھوٹا خیر آباد۔قرآن کچھ کہہ رہا ہے، اور یہ شیعہ کچھ کہہ رہے ہیں، اور یہی نہیں؛ بلکہ ابوعمر عجمی سے منقول ہے: انہوں نے کہا کہ: مجھ سے امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ: دین کے دس حصوں میں سے نو حصے تقیہ میں ہیں، اور جو تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے، اور تقیہ ہر چیز میں ہے، مگر دو باتوں میں تقیہ نہیں: ایک نبیذ کے سلسلہ میں اور دوسرا خفین کے سلسلہ میں۔(۳) یاد رہے کہ مسح علی الخفین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت(۴) اور علاماتِ اہل سنت میں سے ہے، علاماتِ اہل سنت کے متعلق امام اعظم ابوحنیفہؒ سے سوال کیا گیا، تو حضرت نے جواباً فرمایا کہ: ''نَحْنُ نُفَضِّلُ الشَّيْخَيْنِ وَ نُحِبُّ الْخَتَنَيْنِ وَنَرَى الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ''.(۵) کسی شیعہ کو

(۱) ''آیات بینات'' ۲/۱۸۶۔ ۱۶۹ نیز ''آیات بینات'' ۲/۱۷۱ پر تقیہ کے متعلق ایک دلچسپ لطیفہ لکھا ہے، ملاحظہ کیجئے ضمیمہ کے تحت بعنوان: دلچسپ لطیفہ۔

(۲) وَفِيْ تَفْسِيْرِ الْقُمِّيْ: فَإِنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ رُخْصَةٌ، ظَاهِرُهَا خِلَافُ بَاطِنِهَا يُدَانُ بِظَاهِرِهَا وَلَا يُدَانُ بِبَاطِنِهَا إِلَّا عِنْدَ التَّقِيَّةِ، إِنَّ التَّقِيَّةَ رُخْصَةٌ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَرَاهُ الْكَافِرُ فَيُصَلِّيْ بِصَلَاتِهٖ وَيَصُوْمُ بِصِيَامِهٖ إِذَا اتَّقَاهُ فِي الظَّاهِرِ وَفِي الْبَاطِنِ يَدِيْنُ اللهَ بِخِلَافِ ذٰلِكَ. (۱/۱۰۰ مؤسسة دار الكتاب للطباعة والنشر قم۔ ایران الطبعة الثالثة)

(۳) وَفِيْ أُصُوْلِ الْكَافِيْ: عَنْ أَبِيْ عُمَرَ الْأَعْجَمِيِّ قَالَ: قَالَ لِيْ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا أَبَا عُمَرَ! إِنَّ تِسْعَةَ أَعْشَارِ الدِّيْنِ فِي التَّقِيَّةِ، وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهٗ، وَالتَّقِيَّةُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي النَّبِيْذِ وَالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ. (۲/۵۷۲ باب الكتمان تحت كتاب الايمان والكفر، دار المرتضى، بيروت، لبنان)

(۴) وَفِي الْمُصَنَّفِ لِابْنِ أَبِيْ شَيْبَةَ: عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَسَعْدَ بْنَ مَالِكٍ وَابْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہم كَانُوْا يَمْسَحُوْنَ عَلَى الْخُفَّيْنِ. یعنی حضرت عمر بن خطاب، سعد بن مالک اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم خفین پر مسح فرمایا کرتے تھے۔(۱/۲۰۷ رقم: ۳۱ تحت المسح على الخفين كتاب الطهارات)

(۵) یعنی اہل السنۃ والجماعۃ کی تین علامتیں ہیں:

(۱) شیخین یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو فضیلت دینا (۲) ختنین یعنی عثمان وعلی رضی اللہ عنہما سے محبت رکھنا (۳) مسح علی الخفین کی مشروعیت کا اعتقاد رکھنا۔ ◄

آپ خفین پہنا ہوا نہیں دیکھیں گے، (لطیفہ: ایک صاحب کے پیروں میں تکلیف ہے، پھر بھی خفین پہنتے ہیں، پوچھا: کیوں پہنتے ہو؟ اس کا جواب تھا کہ: بھائی! میں شیعوں کی عداوت میں پہنتا ہوں) اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ: "اَلتَّقِيَّةُ فِيْ كُلِّ ضَرُوْرَةٍ وَصَاحِبُهَا أَعْلَمُ بِهَا حِيْنَ تَنْزِلُ بِهٖ"(۱) ہر ضرورت کی چیز میں تقیہ ہے، یہ تو تقیہ کرنے والا ہی اپنی ضرورت کے بارے میں زیادہ جانتا ہے کہ تقیہ کہاں کیا جائے اور کہاں نہ کیا جائے؛ گویا معاملہ ہر شخص کی آزادرائے پر چھوڑ دیا گیا، اور یہی نہیں؛ بلکہ تقیہ دین کا اہم ترین حصہ ہے، امام جعفرِ صادق سے اصولِ کافی میں مستقل طور پر ایک روایت موجود ہے، "قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلتَّقِيَّةُ مِنْ دِيْنِ اللهِ، قُلْتُ: مِنْ دِيْنِ اللهِ؟ قَالَ إِيْ وَاللهِ! مِنْ دِيْنِ اللهِ، وَلَقَدْ قَالَ يُوْسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَيَّتُهَا الْعِيْرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُوْنَ، وَاللهِ مَا كَانُوْا سَرَقُوْا شَيْئاً، وَلَقَدْ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنِّيْ سَقِيْمٌ، وَاللهِ مَا كَانَ سَقِيْماً۔"(۲) یعنی تقیہ اللہ کے دین میں سے ہے، میں نے (تعجب سے) پوچھا کہ: کیا تقیہ اللہ کے دین میں سے ہے؟! کہا: ہاں خدا کی قسم اللہ کے دین میں سے ہے، اور دلیل سن لیجئے: حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا: اے قافلہ والو! تم چور ہو؛ حالانکہ انہوں نے کچھ نہیں چرایا تھا۔ (قرآن میں کہیں نہیں لکھا کہ یوسف علیہ السلام نے کہا؟، قرآن میں "أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيْرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُوْنَ" ہے، "قَالَ يُوْسُفُ أَيَّتُهَا الْعِيْرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُوْنَ" کہیں نہیں ہے) پھر دوسری دلیل پیش کی کہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: میں بیمار ہوں، حالانکہ اللہ کی قسم وہ بیمار نہیں تھے۔

جب لوگ عید منانے اور جشن منانے میلہ جارہے تھے، اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ: "إِنِّيْ سَقِيْمٌ" (الصافات: ۸۹) میں بیمار ہوں، حالانکہ وہ بیمار نہیں تھے۔ اول

▸ (حاشیۂ بخاری ۱/۳۳۔ شرح فقہ اکبر لملا علی قاریؒ ص: ۹۲ مطبوعہ یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند، حلبی کبیر ص: ۱۰۴۔)

(۱) اصول کافی ۲/۵۷۴ دار المرتضی، بیروت لبنان۔

(۲) اصول کافی ۲/۵۷۲ دار المرتضی، بیروت لبنان۔

تو یہ بتلایئے کہ: کس ہسپتال میں وہ بھرتی تھے؟ کیاڈاکٹروں نے آپ کو یہ سر ٹیفکیٹ دیا ہے کہ وہ بیمار نہیں ؛لیکن یہ جواب ہے نہیں، جواب یہ ہے کہ درحقیقت طبیعت کے اضمحلال کو انہوں نے سقم سے تعبیر کیا۔﴿۱﴾ بت رکھے ہوئے ہیں، باپ نے رکھے ہیں، باپ نے بت خانہ بنایا ہے، باپ بت بیچنے والا ہے، باپ بت پوجنے والا ہے؛تو وہ کیسے مطمئن ہوں گے؟ اس لئے انہوں نے "اِنِّیْ سَقِیْمٌ "کہا، لہٰذا یہ بھی تقیہ نہیں ، جھوٹ بولنا اور نفاق اختیار کرنا انبیاء وائمہ کی شان نہیں ؛ بلکہ کلمۂ حق کو برملا کہنا ان کا وطیرہ رہا ہے ،اور اگر تقیہ کرنا ہوتا تو کفار ومشرکین سے اذیت کیوں چکھتے ؟ سب وشتم ، بے عزتی اور جلاوطنی کیوں برداشت کرتے ؟ جبکہ قرآن کہتا ہے:'' وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ " ﴿۲﴾ (آل عمران: ۱۴۶) یعنی جی جان سے لڑے، نہ ان کے اندر وہن پیدا ہوا اور نہ ان کے اندر ضعف پیدا ہوا؛لیکن آپ (شیعہ) یہ کہہ رہے ہیں کہ: جھوٹ بولو! یہ سوائے مکروفریب کے کچھ نہیں۔ الغرض یہودیوں نے من چاہا کام کرنے کے لئے جھوٹ کو دین بنالیا اور بنوادیا، اور باقاعدہ طور پر یہ مذہب مدون ہوا۔

شیعی راہ میں حائل دو بڑی رکاوٹوں کے ازالہ کی گھناؤنی تدبیر:

اب ان کی راہ میں اصل رکاوٹ کی دو چیزیں رہ گئیں: نمبر (۱) قرآن صحیح صحیح موجود ہے،نمبر (۲) صحابہ موجود ہیں، اب ان کی گھناؤنی تدابیر ملاحظہ ہوں:نمبر (۲) کے ازالہ کی تدبیر یہ رچی کہ: سارے صحابہ کو-نعوذ باللہ-مرتد کہا جائے، دین کے آنے کی جو نالی ہے، جس سے دین کا صاف صاف پانی آرہا ہے، اس نالی کو گندہ ثابت کردو کہ جہاں جہاں وہ پانی پہونچے لوگ کہیں کہ یہ گندہ ہے۔ وہ کیسے ہوگا؟ تو کہا کہ: سارے صحابۂ کرام - نعوذ باللہ-

﴿۱﴾ معارف القرآن ج:۷ ص:۴۵۲، ۴۵۳۔

﴿۲﴾ اور بہت نبی ہوچکے ہیں جن کے ساتھ ہوکر بہت بہت اللہ والے لڑے ہیں، سو نہ ہمت ہاری انہوں نے ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں، اور نہ ان کا زور گھٹا اور نہ وہ دبے، اور اللہ تعالیٰ کو ایسے مستقل مزاجوں سے محبت ہے۔ (بیان القرآن) تحفۂ اثناعشریہ (اردو) ص:۵۶۱ مکتبہ دانش دیوبند۔

مرتد ہوگئے تھے ،صرف چار صحیح مسلمان رہے تھے؛﴿۱﴾ لیکن انہوں نے ان کو بھی مسلمان ثابت نہیں کیا اور نہ ثابت کرسکتے ہیں۔﴿۲﴾ اس لئے یوں تو"كَانَ النَّاسُ اَهْلَ رِدَّةٍ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِلَّا ثَلٰثَةً" کا لفظ ہے،﴿۳﴾ لیکن میں اس کو گرارہا ہوں کہ اس قید کی کوئی ضرورت نہیں؛"اِلَّا ثَلٰثَةً" کی آپ قید ہی کیوں لگاتے ہیں؟۔

لمحۂ فکریہ:

گر آخری پیغمبر سے (جو عالمگیر پیغمبر ہیں) قیامت کے دن اللہ پوچھے، ہم نے تم کو عالَم کے لئے رحمت بنایا تھا، تم کیا کرکے آئے ہو؟ کہا کہ: تین آدمیوں کو مسلمان بنا کر آئے

﴿۱﴾ کتاب احتجاج طبرسی مطبوعۂ ایران جو مذہب شیعہ کی معتبر کتاب ہے، اس کے صفحہ ۴۸ میں ہے،"مَامِنَ الْاُمَّةِ بَايَعَ مُكْرَهاً غَيْرَ عَلِيٍّ وَاَرْبَعَتِنَا" یعنی امت میں کوئی ایسا نہ تھا، جس نے بغیر دلی رضامندی کے ابوبکر ؓ کے ہاتھ پر بیعت کی ہو سوائے علی اور ہمارے چار اشخاص کے، مراد ابوذر، سلمان، مقداد، عمار ؓ ؛معلوم ہوا کہ تمام امت دل وزبان سے حضرت ابوبکر ؓ کے ساتھ تھی، یہ پانچ شخص جن کا ظاہر وباطن یکساں نہ تھا، زبان سے تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ساتھ تھے، دل کسی اور طرف تھا، یہی مضمون دوسری کتب کافی وغیرہ میں بروایت کثیرہ منقول ہے۔ (حاشیۂ تنبیہ الحائرین ص:۴۰) بعض اکابر سے منقول ہے کہ: روافض؛ یہود ونصاریٰ سے بھی بدتر ہیں، کیونکہ یہود کہتے ہیں کہ اصحاب موسیٰ علیہ السلام بہترینِ امت تھے، اور نصاریٰ اصحاب عیسیٰ علیہ السلام کی برتری وبہتری کے قائل ہیں، جبکہ روافض (علیہم ماعلیہم) اصحاب محمد ﷺ کو بدترینِ امت سے یاد کرتے ہیں۔
(نبراس ص:۳۰۴، شرح العقیدۃ الطحاویۃ لابن ابی العزص:۳۸۲)

امام رازی تو کہتے ہیں: وادیِ نمل کی چیونٹی رافضی سے زیادہ عقلمند ہے؛ کیونکہ اس نے سلیمانی لشکر کو دیکھ کر کہا تھا،''اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں چلی جاؤ! کہیں بے خبری میں سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر تمہیں کچل نہ ڈالے''۔ غور کیجئے! چیونٹی بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے اصحاب سے عمداً ظلم کا تصور تک نہیں کرسکتی؛ جبکہ روافض اصحاب محمد ﷺ سے اہل بیت پر ظلم کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ (وياللأسف) (نبراس ص:۳۰۴)

﴿۲﴾ تفصیل ملاحظہ کیجئے: شیعہ سنی اختلافات اور صراط مستقیم ص:۳۶۰ تا ۳۶۴ بعنوان:''اہل تشیع کے ممدوح صحابہ کا حال''۔

﴿۳﴾ حَنَّانٌ عَنْ اَبِيْهِ ،عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ :كَانَ النَّاسُ اَهْلَ رِدَّةٍ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِلَّا ثَلَاثَةً، فَقُلْتُ : وَمَنِ الثَّلَاثَةُ ؟فَقَالَ: اَلْمِقْدَادُ بْنُ الْاَسْوَدِ وَاَبُوْذَرٍ الْغِفَارِيُّ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْهِمْ۔ یعنی تین صحابہ کے علاوہ سارے مرتد ہوگئے تھے، اور وہ تین مقداد، ابوذر اور سلمان فارسی رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیہم ہیں۔ (ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعیت بحوالہ: فروعِ کافی ج:۳ کتاب الروضۃ ص:۱۱۵)

ہیں۔ سبحان اللہ! پھر کیا ہوا؟ کہا: جو آدمی میرے پاس آتا تھا وہ بظاہر مسلمان ہوجاتا تھا، مگر میرے مرنے کے بعد وہ سارے کافر ہو گئے -نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ -کیا اس سے بڑی اسلام کی کوئی خرابی ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہیں ہوسکتی ہے، فرض کیجئے کہ اگر کوئی شخص ڈاکٹر کی تعریف میں رطب اللسان ہو اور کہے کہ: بہت اچھے ڈاکٹر ہیں، بھائی! کیا خوبی ہے؟ جواب میں کہے: ان کا سینہ بہت اچھا ہے، ان کی آنکھیں بہت اچھی ہیں، ان کے پیر بہت اچھے ہیں۔ کسی کا علاج کیا ہے؟ وہ کہے: علاج کا نام نہ لیجئے گا! تو پھر اچھائی کیا ہے؟ وہ جواب دے کہ جوان کو دکھاتا ہے، ایک دن دوا کھاتا ہے، دوسرے دن مرجاتا ہے؛ تو وہ آدمی کیا کہے گا؟ بھاڑ میں جائے ایسا ڈاکٹر، کس مصرف کا ہے! تو ایسے ڈاکٹر سے پناہ چاہتے ہیں۔ حضرت ﷺ کو اللہ نے علاج کرنے والا بنایا؛ لیکن یہودیوں نے اس بات کی کوشش کی کہ اس طریقہ سے دین اسلام کا نام مٹادیا جائے اور میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ: اگر اللہ تعالیٰ اس مذہب کے ضامن نہ ہوتے، تو یقین جانو! کبھی بھی یہ مذہب صحیح حالت پر باقی نہ رہتا، ایک راوی شیعہ: ظاہری مسلمان بن کر ہماری سندوں میں گھسا ہوا ہے۔(۱)

---

(۱) شاہ عبدالعزیز صاحب "تحفۂ اثنا عشریہ میں رقم طراز ہیں: (پچاسواں کید) ان میں سے بعض مکار اہل سنت کے ثقہ محدثین کی صحبت وہمراہی اختیار کرتے ہیں اور اپنے مذہب سے بیزاری ظاہر کرکے اس مذہب کے اسلاف کو برا اور اس کے فسادات وعیوب کو علی الاعلان بے نقاب کرتے ہیں، توبہ، دیانت، حسنِ سیرت اور تقویٰ کے صفات خود میں ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حدیث صرف ثقات سے لینے کی بہت رغبت دکھاتے ہیں، یہاں تک کہ علماء اور طلباء ان کو قابل وثوق اور قابل بھروسہ جاننے اور ان کے صدق وپاکدامنی پر پورا اطمینان رکھنے پر مجبور ہوجاتے ہیں، اب جب اس حد پر پہنچے تو یہ مکار ثقہ روایات میں اپنی گھڑی ہوئی روایات کا گھال میل کردیتے ہیں یا بعض کلمات کی تحریف کرکے روایت کرتے ہیں کہ لوگ دھوکے میں پڑیں، یہ ان کا بہت بڑا کید ہے چنانچہ اجلح نامی ایک شخص نے سب سے پہلے مکاری کی یہ چال چلی، یہاں تک کہ یحیٰ بن معین جو اہل سنت کے نہایت قابل بھروسہ علماء میں سے ہیں، باب جرح وتعدیل میں اس کی توثیق کر گئے، اور اس کے درپردہ راز کا سراغ نہ لگا سکے، اور اس کے تقیہ کی انتہائی گہرائی کی وجہ سے اس کو صادقین تائبین میں شمار کیا؛ لیکن اہل سنت کے دوسرے علماء پر یہ راز منکشف ہوا کہ یہ بڑا مکار ہے، اور عیاری ودھوکے بازی سے اس نے خود کو ایسا ظاہر کر رکھا ہے، چنانچہ جن روایات میں وہ تنہا تھا، ان کو نظر انداز کیا، ان میں سے ایک روایت یہ ہے: عَنْ بُرَيْدَةَ مَرْفُوعاً اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّكُمْ مِنْ بَعْدِيْ۔ یعنی البتہ علی میرے بعد تمہارے ولی ہیں۔

(تحفۂ اثنا عشریہ مترجم ص: ۸۴۔۸۵ مکتبہ دانش دیوبند)

حفاظتِ حدیث کا غیبی نظام:

حضرات علمائے کرام سے پوچھئے وہ بتائیں گے کہ آج فن رجال کا وجود ہی نہ ہوتا، اگر شیعوں کی خباثتیں نہ ہوتیں!(۱) ساری برائیاں ان سے وجود میں آئیں، کہ شیعہ مسلمان

---

(۱) مشہور اور کامیاب مناظر ڈاکٹر علامہ خالد محمود لکھتے ہیں: ضرورت ایجاد کی ماں ہے، حدیث کے راوی جب تک صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تھے، اس فن کی کوئی ضرورت نہ تھی، وہ سب کے سب عادل، انصاف پسند اور محتاط تھے، کبار تابعین بھی اپنے علم وتقویٰ کی روشنی میں ہر جگہ لائق قبول سمجھے جاتے تھے، جب فتنے پھیلے اور بدعات شروع ہوئیں، تو ضرورت پڑی کہ راویوں کی جانچ پڑتال کی جائے، فتنے سب سے پہلے کوفہ اور بصرہ سے اٹھے، اس لئے اس علم کی تدوین وتنقیح پہلے یہیں ہونی ضروری تھی، کوفہ میں دو علمی مرکز تھے، (۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (۳۲ھ) کا اور (۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ (۴۰ھ) کا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنتے ہی مسلمانوں کا سیاسی اختلاف عراق میں امڈ آیا اور اس سیاسی تشیع سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حلقے میں بہت سے غلط لوگ آشامل ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں وہ ان اختلافات کو دینی اختلاف نہ بنا سکے؛ لیکن آپ کے بعد انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام سے بہت سی غلط باتیں کہنی شروع کردیں، اس ورطۂ شبہات میں انہوں نے دین کا بنیادی تصور تک بدل ڈالا، یہ اسلام میں فرقہ بندی کی طرف پہلا قدم تھا، اہل حق کے لئے اب صرف ایک ہی سلامتی کی راہ تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہی روایات قابلِ اعتماد سمجھی جائیں، جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے واسطہ سے آئیں؛ کیونکہ کوفہ میں یہی ایک علمی حلقہ تھا جو بیرونی حکمت ...... سے محفوظ اور بچا رہا تھا، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے یہ شاگرد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حلقۂ درس میں بھی گاہے گاہے حاضر ہوتے رہے تھے، حضرت مغیرہ بن شعبہ (۵۰ھ) جو (وفات) تک کوفہ میں رہے تھے فرماتے ہیں: لَمْ يَكُنْ يُصَدَّقُ عَلٰى عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ فِي الْحَدِيْثِ مِنْهُ اِلَّا مِنْ اَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ۔ (مسلم شریف ۱/۱۰) ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہی روایات لائق قبول سمجھی جاتی تھیں، جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں سے منقول ہوں۔

حضرت ابو اسحاق السبیعی" (۱۲۹ھ) کہتے ہیں کہ بدعات کے ان شیوع پر خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ایک نے کہا کہ: ان لوگوں (بدعتیوں) کو خدا غارت کرے انہوں نے کتنا علم (حضرت علی رضی اللہ عنہ کا) ضائع کردیا ہے۔

امام ابن سیرین" (۱۱۰ھ) کہتے ہیں کہ جب یہ فتنے اٹھے، تو علماء نے طے کیا: سَمُّوْا لَنَا رِجَالَكُمْ، فَيُنْظَرُ اِلٰى اَهْلِ السُّنَّةِ فَيُؤْخَذُ حَدِيْثُهُمْ، وَيُنْظَرُ اِلٰى اَهْلِ الْبِدَعِ فَلَا يُؤْخَذُ حَدِيْثُهُمْ (مسلم شریف ۱/۱۱) ترجمہ: اپنے رواتِ حدیث کے نام بتاؤ! دیکھا جائے گا کہ اہل سنت کون ہیں؟ انہی کی روایات لی جائیں گی، اہل بدعت کا بھی پتا لگایا جائے گا، اور ان کی احادیث نہ لی جائیں گی۔ یہ صحیح ہے کہ عراق کی سرزمین پہلے فتنوں کی آماجگاہ بنی، کوفہ کے بعد بصرہ عراق کا دوسرا بڑا شہر تھا، کوفہ سے تشیع اٹھا تو بصرہ سے انکارِ قدر کی صدا اٹھی ...... علم اسماء الرجال کا احساس یہیں سے پیدا ہوا۔
(آثار الحدیث ۱/۳۹۳ تا ۳۹۵ مطبوعہ: حافظی بک ڈپو دیوبند)

بن کے آگئے، محدث بن کے آگئے، راوی بن کے آگئے، مسلمان سمجھ کران سے روایات لی جانے لگیں، ایک صحیح روایت دی، تو پچاس غلط دیدیں؛ لیکن رجال کا فن بننا اور احادیث کی چھان بین ہونا یہ بھی امر تقدیری ہے، کہ اللہ پاک نبی پاک ﷺ کے پورے سرمایہ کو صحیح صحیح باقی رکھے گا، اس کا انتظام ہوا، ہزاروں افراد کی تاریخ بن گئی، دیکھتے دیکھتے پتہ چل گیا کہ یہ جھوٹا ہے، یہ رافضی ہے، یہ بدعتی ہے، یہاں تک علماء نے لکھا کہ: یہ زیادہ بولا کرتا ہے، خطرہ ہے کہ کوئی گڑبڑ بات اس نے حدیث میں لکھ دی ہوگی، کیوں کہ جو زیادہ بولتا ہے وہ گڑبڑ کرتا ہے۔ الغرض فن رجال کا یہ سارا غیبی نظام حدیث کو محفوظ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا، لہٰذا اب مذہب کامل ہوگیا۔

عقیدۂ تحریف قرآن اور ایک شیعہ سے دلچسپ مکالمہ:

اب رہ گئی نمبر (۱) کے ازالہ کی تدبیر تو یہ لوگ کہنے لگے کہ: قرآن حضور ﷺ پر سچ مچ اترا تھا؛ لیکن ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم: ان تینوں نے قرآن کے اندر ردّ و بدل کر دیا۔ ﴿۱﴾

تحریف کے لغوی معنی کیا ہے؟ میں آپ کو یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں نے لغوی معنی کہیں نہیں دیکھے، حضرت مولانا کفایت اللہ صاحبؒ نے ''تعلیم الاسلام'' (حصہ ۹/۴) میں لکھے ہیں، وہ دیکھے ہیں۔

حضرتؒ نے فرمایا کہ تحریف یعنی ''ادل بدل'' اس سے اچھا کوئی معنی نہیں، ایک شیعہ سے بات ہو رہی تھی، کہنے لگا: مولانا! آپ لوگ بھی تو تحریف کے قائل ہیں! میں نے کہا: آپ کو اچھا علم حاصل ہوگیا! ارشاد فرمایئے کہ کہاں کہاں ہم لوگوں نے تحریفات کی ہیں؟ تو کہنے لگا: دیکھئے! قرآن میں ہے ''بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا'' (البقرۃ: ۱۳۵) اور آپ لوگ ''اِبْرٰهِمَ'' کہتے ہیں، میں نے کہا: ماشاءاللہ! آپ بہت قابل آدمی ہیں، مولانا! ذرا لگے ہاتھوں آپ تھوڑے سے تحریف کے معنی بھی بتلا دیجئے؟ کہنے لگا: آپ کو معلوم نہیں ہے؟ میں نے کہا: معلوم ہو یا نہ ہو، آپ ہمارے اوپر تحریف کا الزام لگا رہے ہیں، لہٰذا تحریف کے معنی آپ کو بتانے ہوں گے، اب وہ چپ ہوگیا! ہم نے کہا: آپ کو نہیں معلوم کہ قرآن سات قراءتوں پر نازل ہوا ہے، ایک

﴿۱﴾ تحفۂ اثناعشریہ مترجم ص: ۵۷ مکتبہ دانش دیوبند۔

قراءت ''اِبْرٰهِمَ'' ہے، اور ایک قراءت ''اِبْرٰهٖم'' بھی ہے ﴿۱﴾، یہ اختلافِ قراءت کو آپ تحریف سمجھ رہے ہیں!! ﴿۲﴾ تحریف کے معنی ''ادل بدل'' ہونا ہے، کہنے لگے کہ صاحب! آپ لوگ کہتے ہیں کہ ''اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ'' ﴿۳﴾ قرآن میں تھا؛ مگر اب نہیں ہے۔ میں نے کہا: یہ بھی تحریف ہے؟! اسی لئے میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ: آپ خود تحریف کے معنی بتا دیجئے، کہنے لگے: یہ قرآن میں تو نہیں ہے۔ میں نے کہا: یہ بتایئے کہ ایک کلام منسوخ ہو اور ایک کلام موجود ہو تو کیا منسوخ کلام اللہ تعالیٰ کے کلام سے خارج ہو جائے گا؟ مثال کے طور پر ڈاکٹر نے یا حکیم نے ایک نسخہ آج لکھا، کل اس نسخہ کو روک دیا اور دوسرا نسخہ لکھ دیا، تو کیا پہلا والا نسخہ حکیم کا لکھا ہوا نہیں ہے یا حکیم کے پردادا کا لکھا ہوا ہے؟ کس کا لکھا ہوا تھا؟ اب وہ چپ ہے، کچھ بول ہی نہیں پا رہا ہے، میں نے کہا: سنئے! کلام منسوخ کلام الٰہی ہے، اسی لئے کہیں حکم بدلا گیا ہے، اور کہیں حکم و آیت دونوں بدل گئیں ہیں، اور قرآن نے بتلا دیا ''مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا'' (البقرۃ: ۱۰۶) (ترجمہ: ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کر دیتے ہیں یا اس آیت کو فراموش کر دیتے ہیں، تو ہم اس آیت سے بہتر یا

﴿۱﴾ وَفِي الْبُدُوْرِ الزَّاهِرَةِ: "اِبْرَاهِيْمُ" قَرَاَ هِشَامٌ جَمِيْعَ مَا فِيْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ (البقرة) بِفَتْحِ الْهَاءِ وَاَلِفٍ بَعْدَهَا وَاخْتُلِفَ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ فِيْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فَقَطْ فَلَهُ وَجْهَانِ: اَلْاَوَّلُ كَهِشَامٍ، وَالثَّانِيْ بِكَسْرِ الْهَاءِ وَيَاءٍ بَعْدَهَا كَقِرَاءَةِ الْبَاقِيْنَ۔ (ص: ۴۰-۳۹) مطبوع: قراءت اکیڈمی ترکیسر سورت، گجرات۔

﴿۲﴾ حضرت مولانا ابوالمآثر حبیب الرحمن صاحب الاعظمی ''روافض کا عقیدۂ تحریف قرآن'' کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

اختلاف قراءت کی حیثیت: اور تیسری قسم کی روایات جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اختلاف قراءت کا ذکر ہے، ان کو بھی تحریف کے مسئلہ سے کوئی لگاؤ نہیں ہے، اختلاف قراءت کی قریب قریب وہی حیثیت ہے جو کتابوں میں نسخوں کے اختلاف کی حیثیت ہوتی ہے، تو جس طرح کہ ان مختلف نسخوں میں سے جس نسخے کو پڑھنے والا چاہے اختیار کر سکتا ہے، اور اس پر الزامِ تحریف عائد نہیں ہو سکتا، اسی طرح قرآن کریم کے بعض الفاظ و کلمات میں مختلف قراءتیں ہیں، اور وہ سب آنحضرت ﷺ کی تعلیم سے ثابت ہیں، پس جس صحابی نے جو لفظ جس طرح آنحضرت ﷺ سے سنا تھا، اگر اس کو اسی طرح پڑھا، تو اس کو تحریف کہنا سراسر جہالت ہے۔ (نصرۃ الحدیث ص: ۸۷ مطبوعہ: دارالمآثر الاسلامیہ پٹھان ٹولہ مئو ناتھ بھنجن)

﴿۳﴾ نور الانوار ص: ۲۱۲، الاتقان فی علوم القرآن ج: ۲ ص: ۵۶ مطبوعہ: ادارۃ الرشید دیوبند۔

اس آیت ہی کے مثل لے آتے ہیں از بیان القرآن) یہ نسخ اللہ کی طرف سے ہے، جب اللہ کی طرف سے ہے تو آیتِ قرآنی کا کوئی لفظ اٹھالیا جائے ،اس کی جگہ پر کوئی دوسری آیت رکھ دی جائے ،تو اس کو نسخ کہیں گے۔اگر ہماری طرف سے کوئی آیت کم کردی جائے ،اسے تحریف کہیں گے،تحریف و نسخ کے درمیان یہی فرق ہے، الغرض کلامِ منسوخ اللہ ہی کا کلام ہے۔ بہرکیف شیعہ کہتے ہیں: قرآن بدل گیا، یہ تو بتایئے کہاں کہاں سے بدلا ہے؟ کہا: یہ کوئی نہیں بتلاسکتا ہے کہ کہاں کہاں سے بدلا ہے، کیا مطلب ہے؟ وہی بات کہ یہودیت انتقام لے رہی ہے؛ اگر یہ بتادیں تو لوگ صحیح کرلیں، حضرات شیعہ کہتے ہیں: حضور ﷺ کے بعد بارہ ۱۲ امام آئے ﴿۱﴾، اور ہر امام ستر (۷۰) ستر (۷۰) زبانیں جانتا تھا (یعنی ائمہ دنیا بھر کی زبانیں جانتے تھے)﴿۲﴾

﴿۱﴾وَفِيْ بِحَارِ الْاَنْوَارِ:۲۰عد(العقائد)اِعْتِقَادُنَا اَنَّ حُجَجَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى خَلْقِهٖ بَعْدَ نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ الْاَئِمَّةُ الْاِثْنَا عَشَرَ اَوَّلُهُمْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ ثُمَّ الْحَسَنُ ثُمَّ الْحُسَيْنُ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ ثُمَّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ ثُمَّ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثُمَّ مُوْسَى بْنُ جَعْفَرٍ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ مُوْسَى الرِّضَا ثُمَّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثُمَّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ثُمَّ الْحُجَّةُ الْقَائِمُ الْمُنْتَظَرُ صَاحِبُ الزَّمَانِ وَخَلِيْفَةُ الرَّحْمٰنِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ.

(الکتاب السابع ص:۶۳۰(کتاب الائمہ)مؤسسۃ احیاء الکتاب الاسلامیہ ایران، قم)

﴿۲﴾وَفِيْ بِحَارِ الْاَنْوَارِ-۱ ن:(عیون اخبار الرضا علیہ السلام) اَلْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْهَرَوِيِّ قَالَ كَانَ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ يُكَلِّمُ النَّاسَ بِلُغَاتِهِمْ وَكَانَ وَاللهِ اَفْصَحَ النَّاسِ وَاَعْلَمَهُمْ بِكُلِّ لِسَانٍ وَلُغَةٍ فَقُلْتُ لَهٗ يَوْماً يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ اِنِّيْ لَاَعْجَبُ مِنْ مَعْرِفَتِكَ بِهٰذِهِ اللُّغَاتِ عَلَى اخْتِلَافِهِمَا فَقَالَ يَا اَبَا الصَّلْتِ اَنَا حُجَّةُ اللهِ عَلٰى خَلْقِهٖ وَمَا كَانَ لِيَتَّخِذَ حُجَّةً عَلٰى قَوْمٍ وَهُوَ لَا يَعْرِفُ لُغَاتِهِمْ اَوَمَا بَلَغَكَ قَوْلُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اُوْتِيْنَا فَصْلَ الْخِطَابِ فَهَلْ فَصْلُ الْخِطَابِ اِلَّا مَعْرِفَةُ اللُّغَاتِ(فی الحاشیۃ: عیون اخبار الرضا علیہ السلام ۲/۲۵۱ باب: ۵۴ ج:۳)

وَفِيْهِ اَيْضاً:(بَعْدَ اَسْطُرٍ) تَبْيِيْنٌ :قَالَ الشَّيْخُ الْمُفِيْدُ فِيْ كِتَابِ الْمَسَائِلِ: اَلْقَوْلُ فِيْ مَعْرِفَةِ الْاَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بِجَمِيْعِ الصَّنَائِعِ وَسَائِرِ اللُّغَاتِ الخ اَقُوْلُ: اَمَّا كَوْنُهُمْ عَالِمِيْنَ بِاللُّغَاتِ فَالْاَخْبَارُ فِيْهِ قَرِيْبَةٌ مِنْ حَدِّ التَّوَاتُرِ وَبِانْضِمَامِ اَخْبَارِ الْعَامَّةِ لَا يَبْقٰى فِيْهِ مَجَالُ شَكٍّ الخ

(بحار الانوار الکتاب السابع ۲۰۷-۲۰۹-۲۰۸ انہم یعلمون جمیع الالسن اللغات ویتکلمون بہا)

وَفِيْ اُصُوْلِ الْكَافِيْ: اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ عُمَيْرٍ عَنْ رِجَالِهٖ عَنْ اَبِيْ عَبْدِاللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اِنَّ الْحَسَنَ ◄

اور چہرے کو دیکھ کر پہچان لیتے تھے کہ منافق ہے یا مومن ہے۔﴿۱﴾ اللہ اکبر! بارہ (۱۲) امام!! اور ایک نہ بتا پایا کہ قرآن کہاں کہاں سے بدلا ہے۔

اصول کافی میں تحریف قرآن کا مستقل باب:

اصولِ کافی میں مستقل ایک باب ہے "بَابٌ فِيْهِ نُكَتٌ وَنُتَفٌ مِنَ التَّنْزِيْلِ فِي الْوَلَايَةِ" قرآن کہاں سے کھر چا گیا؟ کہاں سے نکالا گیا، اس باب کے تحت کئی آیات درج ہیں﴿۲﴾ ان کی کتب تفاسیر بھی خانہ زاد تحریف سے خالی نہیں، چند امثلہ پیش کی جاتی ہیں:

نمبر ۱: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ" (التوبۃ:۷۳)

اے نبی! جہاد کیجئے کافروں سے اور منافقوں سے۔ حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: کفار سے (بالسنان) جہاد کیجئے اور منافقین سے (باللسان) جہاد کیجئے ۔ (بیان القرآن) یہ اس کے حقیقی معنی ہوئے ،لیکن سوال یہ ہے کہ حضور ﷺ نے کبھی منافقوں سے جہاد (بالسیف) تو کیا نہیں، لہٰذا آیت میں خرابی ہے، اس کو صحیح کرو تو سبائی ، رافضی اور دشمنانِ قرآن کہنے لگے کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی کہ "يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ بِالْمُنَافِقِيْنَ" حاصل یہ ہوا کہ وَالْمُنٰفِقِيْنَ کے بجائے بِالْمُنَافِقِيْنَ تھا یعنی منافقوں کا لشکر لے کر کافروں سے جہاد کیجئے ، یعنی منافقوں کو کافروں سے لڑواؤ، کیوں کہ

◄ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اِنَّ لِلّٰهِ مَدِيْنَتَيْنِ اِحْدَاهُمَا بِالْمَشْرِقِ وَالْاُخْرٰى بِالْمَغْرِبِ عَلَيْهِمَا سُوْرٌ مِنْ حَدِيْدٍ وَعَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اَلْفُ اَلْفِ مِصْرَاعٍ وَفِيْهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ اَلْفِ لُغَةٍ يَتَكَلَّمُ كُلُّ لُغَةٍ بِخِلَافِ لُغَةِ صَاحِبِهَا وَاَنَا اَعْرِفُ جَمِيْعَ اللُّغَاتِ وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا عَلَيْهِمَا حُجَّةٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُ الْحُسَيْنِ اَخِيْ.

(۱/۳۵۲ دار المرتضی بیروت لبنان)

﴿۱﴾وَفِيْ اُصُوْلِ الْكَافِيْ: عَنْ جَابِرٍ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اِنَّا لَنَعْرِفُ الرَّجُلَ اِذَا رَاَيْنَاهُ بِحَقِيْقَةِ الْاِيْمَانِ وَحَقِيْقَةِ النِّفَاقِ.

(۱/۳۳۲ دار المرتضی بیروت لبنان الطبعۃ الاولی)

﴿۲﴾ اصول کافی باب: ۱۶۵ (کتاب الحجہ ص:۳۱۱ تا ۳۳۰) کے تحت ۹۲ روایات درج ہیں، دار المرتضی، بیروت الطبعۃ الاولیٰ۔

سارے جہاد میں صحابہ کرام شریک ہیں، لہٰذا کافروں سے جہاد کیا جا رہا ہے اور صحابہ کا لشکر بنایا جا رہا ہے،﴿۱﴾

نمبر ۲: ”کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ“ (آل عمران:۱۱۰) اللہ فرماتا ہے تم خیر امت ہو، تم بہترین امت ہو، یا یوں کہئے کہ تم بہترینِ امم ہو، ساری امتوں میں سب سے افضل ہو، تو امام نے کہا کہ: اسی امت نے رسول اللہ کے نواسوں کو قتل کیا ہے، اور اللہ کہہ رہا ہے کہ یہ بہترین امت ہے، یہ کیسی بے جوڑ بات ہے! راوی نے پوچھا کہ: پھر یہ آیت کیسے اتری تھی؟ جواب ملا کہ یوں اتری تھی کُنْتُمْ خَیْرَ اَئِمَّۃٍ ﴿۲﴾ یعنی تم خیر ائمہ ہو۔

نمبر ۳: ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی: وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (التوبہ:۱۰۵) یعنی اے نبی کہہ دیجئے کہ تم عمل کئے جاؤ، تمہارا عمل اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والے دیکھیں گے، امام نے فرمایا: یہ آیت اس طرح نہیں بلکہ یوں ہے وَالْمَاْمُوْنُوْنَ یعنی مامونون لوگ دیکھیں گے یعنی ہم ائمہ اثنا عشر دیکھیں گے ﴿۳﴾

﴿۱﴾ وَفِیْ تَفْسِیْرِ الْقُمِّیْ: وَقَوْلُہٗ: یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ قَالَ: اِنَّمَا نَزَلَتْ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ بِالْمُنَافِقِیْنَ) لِاَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ یُجَاھِدِ الْمُنَافِقِیْنَ بِالسَّیْفِ قَالَ: حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنِ ابْنِ اَبِیْ عُمَیْرٍ عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ: جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ بِاِلْزَامِ الْفَرَائِضِ.
(۱/۳۰۱ مؤسسۃ دار الکتاب للطباعۃ والنشر قم۔ایران الطبعۃ الثالثۃ)

﴿۲﴾ وَفِیْ تَفْسِیْرِ الْقُمِّیْ: وَحَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنِ ابْنِ اَبِیْ عُمَیْرٍ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ قَالَ: قَرَأْتُ عِنْدَ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ (کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) فَقَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ: (خَیْرَ اُمَّۃٍ) یَقْتُلُوْنَ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ. فَقَالَ الْقَارِیْ: جُعِلْتُ فِدَاكَ کَیْفَ نَزَلَتْ؟ قَالَ: نَزَلَتْ (کُنْتُمْ خَیْرَ اَئِمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) اَلَا تَرٰی مَدَحَ اللّٰہُ لَھُمْ (تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ)
(۱/۱۱۰ مؤسسۃ دار الکتاب للطباعۃ والنشر قم۔ایران الطبعۃ الثالثۃ)

﴿۳﴾ وَفِیْ اُصُوْلِ الْکَافِیْ: اَحْمَدُ، عَنْ عَبْدِ الْعَظِیْمِ، عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ مَیَّاحٍ عَمَّنْ اَخْبَرَہٗ قَالَ: قَرَأَ رَجُلٌ عِنْدَ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ: ”وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ“ (التوبۃ: ۱۰۵) فَقَالَ: لَیْسَ ھٰکَذَا ھِیَ، اِنَّمَا ھِیَ وَالْمَاْمُوْنُوْنَ، فَنَحْنُ الْمَاْمُوْنُوْنَ.
(۱/۳۲۰ دار المرتضی بیروت،لبنان)

نمبر ۴: سورۂ حجرات کی آیت (۷): حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ کی تشریح کرتے ہوئے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ایمان سے امیر المؤمنین، کفر سے ابوبکر، فسق سے عمر اور عصیان سے عثمان مراد ہیں۔﴿۱﴾ (نعوذ باللہ من ذلک)

اب آپ غور کریں: یہ ساری ترکیبیں ہو رہی ہیں، یہ کس لئے ہو رہی ہیں؟ میں آپ کو اشارے بتا رہا ہوں، تفصیلات نہیں، یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن بہت بڑا تھا، کتنا بڑا قرآن تھا؟ امام نے کہا ”مِثْلُ قُرْآنِکُمْ ھٰذَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ“ ﴿۲﴾ تمہارے اس قرآن کے تین گنا وہ قرآن تھا، اور اس میں تمہارے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے، تیس (۳۰) کو تین (۳) سے ضرب دیجئے تو نوّے (۹۰) ہو جائیں گے، لہٰذا کم سے کم نوّے (۹۰) پارے تھے۔

امام اہلِ سنت کا چالیس ۴۰ پارے والے قرآن کا مشاہدہ:

حضرت امام اہلِ سنت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقیؒ نے بیان فرمایا کہ: ”میں نے بچشم خود چالیس (۴۰) پاروں کا قرآن ”خدا بخش لائبریری“ میں دیکھا ہے“۔ تو گھٹا کر کے چالیس (۴۰) کر دیئے ہوں گے، انہوں نے سوچا ہوگا کہ نوّے (۹۰) پاروں والا بہت بڑا قرآن ہے، جیسے آج کل ایک قرآن یہودیوں کی طرف سے چھپوایا گیا ہے، کہ شارٹ (short) دنیا میں (جو بہت زیادہ بزی (busy) ہو گئی ہے) تیس (۳۰) پارے کا قرآن کون پڑھے گا؟ بائیس (۲۲) پارے کا ٹھیک ہے، تو ایسے ہی شیعوں نے یہودیوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نوّے (۹۰) پاروں کے چالیس (۴۰) پارے کر دیئے۔

﴿۱﴾ وَفِیْ اُصُوْلِ الْکَافِیْ: اَلْحُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّی بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اُوْرَمَۃَ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ کَثِیْرٍ، عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ ..... وقولہ: (حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ) یَعْنِیْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ (وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ) اَلْاَوَّلَ وَالثَّانِیَ وَالثَّالِثَ۔ (۱/۳۲۲ دار المرتضی بیروت،لبنان)

﴿۲﴾ وَفِیْ اُصُوْلِ الْکَافِیْ: (فِیْ رِوَایَۃٍ طَوِیْلَۃٍ) ..... ثُمَّ قَالَ: وَاِنَّ عِنْدَنَا لَمُصْحَفَ فَاطِمَۃَ عَلَیْھَا السَّلَامُ وَمَا یُدْرِیْھِمْ مَا مُصْحَفُ فَاطِمَۃَ عَلَیْھَا السَّلَامُ؟ قَالَ قُلْتُ: وَمَا مُصْحَفُ فَاطِمَۃَ عَلَیْھَا السَّلَامُ؟ قَالَ: مُصْحَفٌ فِیْہِ مِثْلُ قُرْآنِکُمْ ھٰذَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ، وَاللّٰہِ مَا فِیْہِ مِنْ قُرْآنِکُمْ حَرْفٌ وَاحِدٌ. (۱/۲۱۷ دار المرتضی بیروت،لبنان)

علامہ نوری طبرسی کا تحریف کا اقرار:

میرے بھائیو! علامہ نوری طبرسی نے تحریف کا اقرار کیا ہے، (۱) اس وقت موقع نہیں ہے ورنہ میں دو تین دن کے لئے آپ کے پاس بیٹھ جاتا، اور آپ کو یہ بتاتا کہ تحریف قرآن کے نقصانات کیا کیا ہیں، آج ہم لوگ جن کو امامیہ کہہ رہے ہیں، درحقیقت ان کے امامت کے عقیدہ سے زیادہ خطرناک عقیدہ ''قرآن پاک کی تحریف کا عقیدہ'' ہے۔

ضروری انتباہ!!

اس موقع پر ایک بات عرض کرتا چلوں کہ ہم لوگ عام طور پر شیعوں کے بارے میں کچھ اچھا نظریہ رکھتے ہیں۔ مجھے معاف کیا جائے۔ ''اچھا نظریہ'' کا مطلب یہ ہے کہ ذرا دیر ان کے تئیں ہماری رگِ حمیت بھڑکتی ہے، اور بعض اسباب بھی ایسے پیدا ہوئے، مثلاً مسلم پرسنل لابورڈ بنایا گیا اور اس کے سب سے پہلے صدر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری طیب صاحبؒ (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) تھے، اس بورڈ کا بننا اور اس کا قائم ہونا بالکل صحیح ہے؛ مگر اس میں شیعہ نمائندگی بھی ہے!۔

میں تو ذاتی طور پر مسلم پرسنل لابورڈ کا اساسی ممبر ہوں، میں اس دن ممبر بنا جس دن حضرت مولانا علی میاں صاحب ندویؒ کو مدراس میں صدر بنایا گیا تھا؛ لیکن اس کے کلکتہ کے اجلاس میں شریک ہوا، اس کے بعد سے آج تک جان بوجھ کر شریک نہیں ہوا۔

سوال یہ ہے کہ شیعوں کی شمولیت کیوں کر ہے؟ اس کا سبب صرف یہ ہے کہ سرکاری طور پر وہ مسلمان مانے جاتے ہیں، لہٰذا ان کا ایک نمائندہ رکھا گیا، حقیقت کیا ہے؟ اس سے مسلم پرسنل لابورڈ کو کچھ بحث نہیں۔

لہٰذا کوئی آدمی یہ نہ کہے کہ غیر مقلدوں کی سعودی عرب میں بڑی ویلیو ہے، داڑھی منڈوں کی بھی تو ویلیو ہے! لہٰذا سب اپنی اپنی داڑھیاں کٹواؤ۔ سعودی عرب میں کسی کی ویلیو ہمارے نزدیک حجت نہیں بن سکتی، جن جن چیزوں کی سعودی عرب میں ویلیو ہے، وہ وہ چیزیں

(۱) تنبیہ الحائرین معروف بہ شیعہ اور قرآن ص: ۴۳، ۶۹ بحوالہ: فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب ص: ۲۵۔

حلال اور صحیح بن جائے کہ وہ چیزیں ہر کوئی آدمی مان لے! ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا ہے، اگر حکومت ہند سے آپ معلوم کریں تو اربابِ حکومت قادیانی کو مسلم احمدی، اور شیعوں کو بھی شیعہ مسلمان مانتے ہیں، تو کیا حکومت کے تسلیم کرلینے سے ہم انہیں مسلمان کہیں گے؟ ہرگز نہیں! لہٰذا ہم لوگ تو حقیقت کو جانیں گے اور مانیں گے (اندھی تقلید نہیں کریں گے)۔

شیعہ سنی اختلاف، اعتقاد کا اختلاف ہے مسلک کا نہیں:

اب ایک اور بہت بڑی چال شیعوں کی سامنے آرہی ہے، وہ یہ کہ شیعہ سنی اختلاف کو مسلکی اختلاف بنائیں، علماءِ کرام سے پوچھئے کہ یہ مسلک کا اختلاف کیسا ہے؟ کیا یہ ایسا اختلاف ہے کہ ایک مسلک والا دوسرے مسلک کو غلط کہے؟ مثلاً: ایک امام فرماتے ہیں کہ: قراءت خلف الامام کرنا ممنوع ہے، دوسرے کہتے ہیں واجب ہے، ایک امام کہتے ہیں کہ: قراءت فاتحہ واجب ہے، مطلق قراءت فرض ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ: قراءتِ فاتحہ فرض ہے۔ کیا کوئی حنفی ایسا ہے جو یہ کہہ دے کہ ہم جو کہہ رہے ہیں وہ صحیح ہے، اور امام شافعیؒ جو کہہ رہے ہیں وہ غلط اور جھوٹ ہے، ہے کوئی ایسا؟ علی سبیل التسلیم اپنے مذہب و مسلک کو ترجیح دینے کا نام اختلافِ مسلک ہے۔

اگر ہم نماز پڑھ رہے ہیں اور امام نے **وَلَا الضَّالِّينَ** کہا، اور ہم نے آمین چپکے سے کہا، دوسرے نے آمین زور سے کہا، بہتر یہ ہے کہ چپکے سے کہا جائے۔ اگر کوئی زور سے کہہ لے، تو کیا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فتوی یہ ہے کہ مسجد سے اسے نکال دو؟ نہیں! اگر کوئی آدمی رفع یدین کررہا ہے، تو کوئی حنفی یہ نہیں کہتا کہ یہ غلط ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ: ہمارا مذہب راجح ہے، جن روایات سے ہم (احناف) نے اپنا استدلال قائم کیا ہے، ان روایات پر ہم عمل کررہے ہیں، جن روایات کو انہوں نے سہارا بنایا ہے، ہمارے نزدیک وہ بھی روایتیں صحیح ہیں، لیکن راجح ہمارا مذہب ہے؛ یعنی راجح اور مرجوح کے اختلاف کو اختلافِ مسلک کہتے ہیں۔ اگر کسی عالم کو میری اس بات پر کوئی اعتراض ہے، تو میں ان کا ممنون ہوں گا اور وہ میرے محسن ہوں گے، میری اصلاح فرمادیں۔

بھائیو! حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی یہ چار مسلک دنیا میں رائج ہیں، جنہیں مسلک کہا جائے گا، ان چاروں مسلک کے آپسی اختلافات کو اختلافِ مسلک کہا جائے گا۔

اب اگر کوئی کہے: احمدی (قادیانی) یہ کہہ رہے ہیں کہ ختمِ نبوت کا مطلب جو تم سمجھ رہے ہو، وہ نہیں ہے، تم کہتے ہو نبوت ختم ہوگئی، ہم ختم ہونے کا مطلب سمجھتے ہیں کہ مہر لگادی، تو ہم کیا یہ کہیں گے کہ نبوت ختم ہوگئی وہ ہمارا مسلک ہے، مہر لگادی گئی یہ ہمارے احمدی بھائیوں کا مسلک ہے، ہمارا مسلک راجح ہے، اور ان کا مسلک بھی صحیح لیکن غیر راجح ہے، یہ کہے گا کوئی آدمی!! سوچ لیجئے اس سے بڑی کڑوی بات سامنے آرہی ہے، اس پر پہلے خوب اچھی طرح غور کر لیجئے۔

کیا نبی جھوٹ بولتا ہے؟ ہمارا مذہب ہے کہ جھوٹ نہیں بول سکتا ہے، ہمارے احمدی بھائی کہہ رہے کہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ مرزا کے ماننے والوں نے لکھا ہے کہ: حضرت صاحب نے تو صرف دس ہی جھوٹ تو بولے ہیں، گیارہواں تو بولا نہیں ﴿۱﴾ یعنی ریل کی پٹری پر لیٹے تھے گردن کٹ گئی، پوچھا: کیا ہوا؟ کہا: صرف پٹری پر لیٹنے سے ریل گزر گئی، جان نکل گئی، باقی سب خیریت ہے! صرف دس ہی تو جھوٹ بولے ہیں، سارا کھیت نیل گائے اور بکریاں کھا گئی، باقی سب خیریت ہے! تو مرزائی، قادیانی، ہمارے احمدی بھائی یہ کہہ رہے ہیں کہ نبی جھوٹ بول سکتا ہے ﴿۲﴾ تو ہم اس کی تاویل کرلیں گے، یہ ایک مسلک ہے۔ ہم کہتے ہیں: نبی جھوٹ بولتے ہی نہیں، اور یہ دوسرا مسلک ہے، ہمارا مسلک راجح ہے؛ لیکن احتمال ہے ان کے مسلک کے صحیح ہونے کا، کہئے! ذرا نٹو لئے اور اپنی ایمان کی گردن پکڑیئے، نعوذ باللہ من ذلک۔

﴿۱﴾ رودادِ مباحثۂ رنگون میں ہے کہ: ''مرزا غلام احمد کا جھوٹا ہونا ایسا نا قابل انکار ہے کہ خود ان کے جانثاروں کو بھی ماننا پڑا، چنانچہ قادیان سے ایک رسالہ شائع ہوا، جس کا نام ''نبی کی پہچان'' ہے اس میں لکھا ہے کہ مرزا صاحب کی پیشین گوئیاں دس سے زیادہ جھوٹی ثابت نہیں ہوئیں۔ اس شخص کے نزدیک دس باتوں کا جھوٹ ہوجانا کوئی عیب نہیں۔

مگر افسوس! یہ کہنا بھی غلط ہے کہ مرزا صاحب کے صرف دس جھوٹ ثابت ہوئے، اگر اور علماء کی تصنیفات سے قطع نظر کر کے صرف ان کتب و رسائل کو دیکھا جائے جو خانقاہِ رحمانی مونگیر سے چھپ کر شائع ہو چکے ہیں، تو دس کہنے والے کا کذب آشکارا ہوجائے''۔ (ص: ۹۱-۹۲)

﴿۲﴾ مرزائیوں نے اس میں بھی شیعہ امامیہ کی شاگردی اختیار کی ہے، (تحفۂ اثنا عشریہ مترجم ص: ۲۵۷، عقیدہ نمبر ۴، باب: ٦)

اب آیئے! ایک مسلک یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صحابی مانو نہیں مانو گے تو کافر، مرتد اور زندیق کہلاؤ گے۔ کون مانے گا؟ ہم لوگ مانیں گے، کیوں؟ قرآن میں لکھا ہوا ہے: إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا (التوبۃ: ۴۰) یہاں صحابی سے ابو بکر کے علاوہ اور کوئی مراد ہو ہی نہیں سکتا ﴿۱﴾ لہٰذا ان کی صحابیت کو ماننا ایمان ہے، اور صحابیت کا انکار کر دینا کفر ہے، اور دوسرا مسلک ہمارے شیعہ بھائیوں کا ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ من ذلک) مرتد اور کافر ہیں، ﴿۲﴾ تو کیا یہ کہا جائے گا کہ راجح مسلک ہمارا ہے، اور صحیح ہونے کا

﴿۱﴾ امام اہل سنت ارشاد فرماتے ہیں کہ: صَاحِبِه کے لفظ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول خدا ﷺ کے ساتھی تھے، لہٰذا رسول خدا ﷺ کے ساتھ والوں کے جو فضائل قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں، مثلاً مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ، وغیرہ میں یہ فضائل جس وثوق اور یقین کے ساتھ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ثابت ہیں، کسی اور کے لئے ثابت نہیں، کیونکہ اوروں کے لئے پیغمبر کے ساتھی ہونے کا ثبوت قرآن سے نہیں ہے، بلکہ اخبار و روایات سے ہے۔

فائدہ: علامہ ابن تیمیہؒ نے ''منہاج السنہ'' میں ایک عجیب نکتہ اس مقام پر زیب رقم فرمایا ہے: حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو لوگ خلیفۂ رسول اللہ کہتے تھے، ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تواضعاً اپنے لئے امیر المؤمنین کا لفظ تجویز کیا، چنانچہ خلفائے مابعد سب امیر المؤمنین کہے گئے، خلیفۂ رسول اللہ کہہ کر کوئی نہیں پکارا گیا، علامہ فرماتے ہیں کہ اس کا سبب یہ تھا کہ خدا نے نبی کا صاحب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا، کسی اور کو نہیں فرمایا، لہٰذا زبانِ خلق نقارۂ خدا، صحابیت کا اثر یہ ہوا کہ جب ان کو کوئی پکارتا تھا تو لفظ رسول اللہ ساتھ ساتھ ہوتے تھے، ذات بھی ساتھ تھی، نام بھی ساتھ رہا، قبر میں بھی ساتھ ہوا۔ (تفسیر آیات خلافت و امامت (ص: ۱۶۳-۱۶۴) از امام اہل سنت حضرت مولانا عبد الشکور فاروقی لکھنوی رحمہ اللہ، مکتبہ فاروقیہ لکھنو)

﴿۲﴾ وَفِيْ أُصُوْلِ الْكَافِيْ: اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أُوْرَمَةَ وَعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَثِيْرٍ، عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: (إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ آمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْراً لَّمْ يَكُنِ اللهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا) (النساء: ۱۳۷) قَالَ: نَزَلَتْ فِيْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ وَفُلَانٍ الخ۔

وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى (إِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰى أَدْبَارِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى) (محمد: ۲۵) فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ ارْتَدُّوْا عَنِ الْإِيْمَانِ فِيْ تَرْكِ وِلَايَةِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ علیہ السلام الخ (ص: ۳۱۷ دار المرتضی، بیروت)

نوٹ: شیعی روایات میں جہاں فلاں وفلاں تین دفعہ آئے وہاں خلفائے ثلاثہ بالترتیب ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم مراد ہوتے ہیں، اور جہاں دو مرتبہ آئے وہاں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما مراد ہوتے ہیں۔ (ایرانی انقلاب ص: ۱۵۷)

احتمال ادھر بھی ہے۔ سبحان اللہ! کدھر گئے نہ ادھر آئے نہ ادھر گئے، صحابی بھی مانے گا اور مخرّبِ دین وایمان بھی مانے گا!۔

غور سے سنئے! قرآن مجید میں اللہ تعالی کو مخالفین پر جہاں جہاں خاص طور پر جلال آیا ہے، ان میں ایک مقام وہ بھی ہے کہ جہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگانے والوں پر اللہ کو جلال آیا، ہمارا متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ:"ازواجِ مطہرات ساری کی ساری مبرّاَہ، طاہرہ اور عفیفہ ہیں، نبی ﷺ کی عزت ہیں، اور اللہ نے ان کو بڑا وقیع بنایا ہے"۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی، مدینہ میں چرچا ہوا کہ" نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ " حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا برے ارادے سے ٹھہری تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چپ ہوگئیں، غیرت کی وجہ سے بخار آگیا،، حضور ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بار بار چاہا کہ کچھ بتائیں؛ مگر عفیفۂ کائنات خاموش ہیں، کئی دن گزر گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیتیں نازل کیں، اور بڑے جلال سے فرمایا: "وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ " (النور:١٥) تم اسے معمولی سمجھ رہے ہو، حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ تو بہت بھاری بات ہے، فرمایا: وَلَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ. (النور:١٦) (ترجمہ: اور تم نے جب اس کو سنا تھا تو یوں نہ کہا کہ ہم کو زیبا نہیں کہ ایسی بات منہ سے بھی نکالیں، معاذ اللہ! یہ تو بڑا بہتان ہے۔ از بیان القرآن) اُن صحابہ سے کہا جارہا ہے، جو غفلت میں لوگوں کے کہے میں آگئے تھے، کہ تم نے یہ کیوں نہیں کہا: مَا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ہم اس بارے میں کچھ نہیں کہتے، تم کو یہ کہنا چاہئے تھا، سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے عزیز حضرت مسطح رضی اللہ عنہ پر دادودہش بند کردی کہ میری بیٹی کے سلسلہ میں اس نے زبان کھولی تھی اب میں نہیں دوں گا۔ قرآن کی آیت اتری: وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (النور:٢٢) (ترجمہ: اور جو لوگ تم میں سے بزرگی اور وسعت والے ہیں، وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں، کیا تم یہ نہیں

چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کردیں، بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

(از بیان القرآن)

آمدم برسر مطلب:

تو ہمارا کیا عقیدہ ہے؟ اسی بات پر ہم پہنچے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، مبرّاَہ، طاہرہ، عفیفہ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی، ہماری، اور سارے مسلمانوں کی اماں جان ہیں، اماں جان کے بارے میں ملعون معروف (احمد رضا خاں بریلوی) نے وہ مغلظ اور نجس (ناپاک) اشعار کہے ہیں، جن کو کوئی مسلمان پڑھ نہیں سکتا، کوئی مسلمان اسے دیکھ نہیں سکتا ہے ﴿۱﴾ ہمارا مسلک یہ ہے کہ ماں کا دوپٹہ، ماں کی عزت، ماں کی آبرو؛ یہ بہت بڑی دولت ہے، اس پر ذرا سا حرف نہ آنے پائے۔ اور یہ شیعہ کہتے ہیں" نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ " کہ کون عیب ایسا تھا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں نہ ہو ﴿۲﴾ کیا ہم یہ ماننے کے لئے تیار ہیں؟ اور سنئے! ہمارا مسلک یہ ہے کہ: سارے صحابہ جنتی ہیں، اور اُن کا مسلک یہ ہے کہ: سارے صحابہ" نعوذ باللہ " مرتد ہیں، کیا ہمیں یہ تسلیم ہوگا؟ ہرگز نہیں۔

میرے عزیزو! اللہ کے واسطے اللہ سے ڈرو اور امت پر رحم کرو، ہم کسی کو کافر کہیں یہ ہمارا موضوع نہیں، اسلام کو ہم پھیلائیں اور لوگوں کو اسلام پر باقی رکھ کر مسلمان کہہ کر ہمیں مزہ آتا ہے؛ لیکن یاد رکھو کہ کسی کو مسلمان کہنا اور کسی کو مسلمان ماننا یہ جتنی بڑی عبادت ہے، اتنا ہی بڑا گناہ ہے کسی مرتد، منافق اور کافر کو مسلمان کہنا۔ اللھم احفظنا من الذنوب والمعاصی کلھا

امام اہل سنت کے اعلان تکفیر پر مولانا دریابادیؒ کا خط بنام حضرت تھانوی:

امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحبؒ نے (غالباً سنہ ۳۶ یا سنہ ۳۰ کے مابین) قرآن پاک کی تحریف، مسئلۂ امامت، انکارِ صحبتِ صدیق اکبر اور تمام صحابہ کو کافر کہنے کی بنیاد پر

﴿۱﴾ ان اشعار کو زیر تحریر لانے سے قلم تھراتا ہے، یہ اشعار (بحوالۂ حدائق بخشش ۳/۳۷) ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب نے اپنی مایۂ ناز تصنیف مطالعۂ بریلویت جلد اول ص: ۳۴۱۔ اور جلد دوم ص: ۳۳۴۔ ۳۳۵ پر مع اپنے تبصرہ کے درج کئے ہیں، من شاء فلیراجع۔

﴿۲﴾ ملاحظہ ہو تحفۂ اثنا عشریہ مترجم ص: ۵۱۵ تا ۵۲۶ بعنوان: مطاعنِ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

جب شیعوں کی تکفیر کا اعلان کیا، تو حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانویؒ کے پاس حضرت مولانا دریابادیؒ نے ایک خط لکھا، اور خط یوں لکھا کہ: ''مولوی عبدالشکور شیعوں کو کافر قرار دے رہے ہیں، ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ وہ ان کو کافر کیوں کہتے ہیں''۔ حضرتؒ نے جواب دیا: جو بات آپ کی سمجھ میں نہیں آرہی ہے، اس کی تسلی آپ مولانا عبدالشکور صاحبؒ کے پاس جا کر کریں اور یہ بات واضح رہنی چاہئے کہ وہ لوگ اپنے کو کافر بناتے ہیں، یہ تو کافر بتاتے ہیں، بالنون (بنانا) نہیں، بلکہ بالتاء (بتانا) ہے، بتانا اور چیز ہے اور بنانا اور چیز ہے ﴿۱﴾۔

قادیانی اور شیعہ ایک ہی ملت ہے:

لہٰذا آج جو غلطی ہو رہی ہے کہ قادیانیوں کے باب میں تو سب کھڑے ہو جاتے ہیں؛ مگر شیعوں کے مقابلہ میں ٹھنڈے ہیں، حالانکہ جس طرح قادیانیوں کو انگریز نے کھڑا کیا ہے، اسی طرح یہودیوں نے شیعوں کو کھڑا کیا ہے، قادیانیوں نے انگریز کا لقمہ چبایا ہے اور شیعوں نے بھی وہی لقمہ ان کے اعلیٰ لوگوں سے چبایا ہے، یہ سب ایک ہی ملت ہے، فرصت میں بیٹھ کر مذہبوں کی تعمیر ہوئی ہے۔

شیعہ سنی اختلاف واتحاد پر ایک مولانا سے دلچسپ گفتگو:

ایک مولانا کہنے لگے: آپ لوگ اختلاف ہی پر جیتے ہیں اور اختلاف ہی پر مرتے ہیں، میں نے کہا: نہیں! آپ پہلے اتحاد پر ہمیں زندگی کی دعوت دیجئے، ہم متحد رہیں گے۔ کہنے لگے کہ: ''شیعہ سنی اختلاف'' غلط ہے۔ میں نے کہا: بالکل غلط ہے، شیعہ سنی میں اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔ کہنے لگے کہ: آپ کے نزدیک کوئی پرپوز (Purpose) ہے، کوئی سُجھاؤ ہے؟ میں نے کہا: بالکل ہے! کہنے لگے: کیا ہے؟ میں نے کہا: سنئے! سب سے پہلے تو فریقین میں شادیاں شروع ہونی چاہئے، آپ کی کوئی لڑکی ہو تو آپ کسی شیعہ لڑکے کے ساتھ اس کی شادی

﴿۱﴾ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب دریابادیؒ کو تکفیر شیعہ میں شرح صدر نہیں تھا، جس کی بناء پر حضرت اقدس تھانویؒ سے خط لکھ کر اپنے اشکالات وشبہات پیش فرمائے تھے، چونکہ مکتوبِ گرامی خاصہ طویل اور علمی نکات پر مشتمل ہیں، بنابریں قارئین کے افادہ کی خاطر اسے ضمیمہ میں من وعن بعنوان: ''مکتوبِ گرامی مولانا دریابادیؒ بنام حضرت اقدس تھانویؒ'' باحوالہ درج کردیا گیا ہے، من شاء فلیراجع۔

کرادیجئے، لڑکا میں تلاش کردوں گا؛ لیکن لڑکی آپ کی خوبصورت اور پڑھی لکھی ہونی چاہئے۔

خیر! اب وہ جناب گھور کر دیکھ رہے ہیں! میں نے کہا کہ: میں نے کوئی گالی تو دی نہیں، آخر کار کہیں نہ کہیں آپ کی لڑکی کی ضرور شادی ہوگی، جب آپ کی لڑکی کی شادی ہوگی، تو آپ بجائے اس کے کہ سُنی سے کریں، شیعہ سے کر کے اختلاف کو اتفاق سے بدل دیجئے، (دیکھو جناب! حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی کے مابین آپس میں شادیاں ہوتی ہیں، کوئی بات نہیں، کیونکہ ہمارا ان کے ساتھ کوئی اختلاف ہی نہیں ہے، جو ترجیحات اُن کی ہیں وہ بھی صحیح ہیں، اور ہماری ترجیحات بھی صحیح ہیں، اللہ کے دین کی وہ بات بھی سلامت ہے اور اللہ کے دین کی یہ بات بھی سلامت ہے، اس کے لئے چار ستون: حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کھڑے ہیں) سب سے پہلے یہ کام ہونا چاہئے، اب شیعوں سے آپ کی رشتہ داری قائم ہو جائے گی، آپ کی لڑکی ان کی بہو بن جائے گی، تو آپ ان سے کہئے گا کہ نماز اور اذان میں انتشار پیدا ہوتا ہے، اذان سنیوں کی خاطر تھوڑی دیر پہلے دے دیا کرو، تاکہ ان کے یہاں نماز شروع ہو رہی ہے اور برابر میں ان کی مسجد ہے، لہٰذا وہاں اذان ہو رہی ہے تو نماز میں ڈسٹپ (distep) ہوتا ہے، جبکہ آپ کی اذان میں ایک ایسا جملہ بھی ہوتا ہے کہ اگر مسلمان اس کو سنے گا، تو اس کو الجھن ہوگی، مثلاً: ہمارے یہاں ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللهِ'' ہے، اور وہاں ''اَشْهَدُ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ عَلِيًّا وَلِيُّ اللهِ، وَصِيُّ رَسُوْلِ اللهِ وَخَلِيْفَتَهٗ بِلَا فَصْلٍ'' ﴿۱﴾ اذان میں کہا جاتا ہے، پھر ایک بات یہ ہے کہ ہمارے یہاں حافظ زیادہ ہیں، رمضان شریف میں تراویح ہوتی ہے، شیعہ مسجدیں خالی رہتی ہیں، ان سے کہئے کہ اختلافِ مسلک ہے، ہمیں اپنی مسجد میں تراویح پڑھنے کی اجازت دے دیا کیجئے، ہم لوگ تراویح پڑھ لیا کریں، وہ کہنے لگے: ارے! آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں، میں نے کہا: کیسی باتیں کیا کر رہے ہیں؟ آپ مسلک کی بات کر رہے ہیں، اختلافِ مسلک ہے، چلو ٹھیک ہے، امام باڑے میں ہم چلیں گے، جلسہ کریں گے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، اور سیرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ پر امام باڑہ میں بیان کریں گے، اس کی اجازت دیجئے، مولانا عبدالشکور ہال میں (جو ہمارا مدرسہ

﴿۱﴾ شیعہ سنی اختلافات اور صراط مستقیم ص: ۵۴۶، بعنوان شیعہ اور کلمہ واذان۔

ہے وہاں) ہم یومِ حسین کرتے ہیں، ہم شیعوں کو دعوت دیں گے، اور اُس میں شیعہ ہمیں دعوت دیں ، اختلافِ مسلک ہی ہے، لہٰذا معاملات سب ختم ہونا چاہئے اور محبتیں قائم ہونی چاہئیں، یہ کیا بات ہے کہ ہر بات کا مطالبہ ہم سے ہی کیا جاتا ہے، اور کوئی مطالبہ اُن سے نہیں کیا جاتا ہے۔

سن لیجئے !اگر اختلافات کو دور کرنا ہے،تو قولِ فیصل حضرت علیؓ کو بنانا چاہئے ،حضرت علیؓ کا تینوں خلفاء کے پیچھے نماز پڑھنا شیعہ کتابوں میں موجود ہے،صَلّٰی خَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ .... ﴿۱﴾ اگر کہا جائے کہ تقیہ کر کے پڑھی ،تو حضور! آپ بھی حضرت علیؓ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے تقیہ کر کے پڑھ لیجئے ،ہم امام اور آپ ہمارے مقتدی رہئے ، اس کے لئے کوئی تیار نہیں ، میرے بھائیو! شیعہ مسلک نہیں ہے،شیعہ عقیدہ ہے،لہٰذا شیعہ سنی اختلاف ؛اعتقاد کا اختلاف ہے۔

شیعی روزہ کے افطار کی بابت ایک واقعہ:

آپ کو معلوم ہے کہ شیعہ سورج غروب ہوتے ہی روزہ نہیں کھولتے ہیں؛ بلکہ پانچ /دس منٹ کے بعد کھولتے ہیں ،انکا یہ نظریہ ہے کہ جب تک چمکتے ہوئے ستارے ظاہر نہ ہو جائیں اس وقت تک روزہ نہ کھولو! ﴿۲﴾ بمبئی میں قاری عبدالخالق صاحب مرحوم نے روزہ افطاری کی ایک موقع پر دعوت کی ،ایک شیعہ صاحب بھی وہاں موجود تھے ، مجھے نہیں معلوم تھا کہ

﴿۱﴾وَفِیْ کِتَابِ الْخَرَائِجِ وَالْجَرَائِحِ لِقُطْبِ الدِّیْنِ رَاوَنْدِی:اِنَّ اَبَابَکْرٍ اَمَرَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِاَنْ یَّقْتُلَ عَلِیًّا اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ بِالنَّاسِ . فَاَتٰی خَالِدٌ، وَجَلَسَ اِلٰی جَنْبِ عَلِیٍّ وَمَعَهٗ سَیْفٌ، فَتَفَکَّرَ اَبُوْبَکْرٍ فِیْ صَلٰوۃٍ فِیْ عَاقِبَۃِ ذٰلِکَ، فَخَطَرَ بِبَالِهٖ اَنَّ بَنِیْ هَاشِمٍ یَقْتُلُوْنَنِیْ اِنْ قُتِلَ عَلِیٌّ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ التَّشَهُّدِ، اِلْتَفَتَ اِلٰی خَالِدٍ قَبْلَ اَنْ یُّسَلِّمَ. وَقَالَ:لَا تَفْعَلْ مَا اَمَرْتُکَ بِهٖ، ثُمَّ قَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ، فَقَالَ عَلِیٌّ لِخَالِدٍ: اَکُنْتَ تُرِیْدُ اَنْ تَفْعَلَ ذٰلِکَ؟ قَالَ: نَعَمْ ! فَمَدَّ یَدَهٗ اِلٰی عُنُقِهٖ ,وَخَنَقَهٗ بِاِصْبَعَیْهِ حَتّٰی کَادَتْ عَیْنَاهُ یَسْقُطَانِ مِنْ رَأْسِهٖ. وَنَاشَدَهٗ بِاللّٰهِ اَنْ یَّتْرُکَهٗ، وَشَفَعَ اِلَیْهِ النَّاسُ فَخَلَّاهُ.

(ص:۱۲۳ مطبوعہ ممبئی بحوالہ نصیحۃ الشیعہ ملخصاً ص:۱۳۳ ناشر :مکتبۂ رشیدیہ ملتان۔)

﴿۲﴾وَفِیْ تَفْسِیْرِ الْقُمِّیْ :(ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ) اَحَلَّ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی النِّکَاحَ بِاللَّیْلِ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَالْاَکْلَ بَعْدَ النَّوْمِ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ لِقَوْلِهٖ (حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ)(البقرۃ:۱۸۷) قَالَ هُوَ بَیَاضُ النَّهَارِ مِنْ سَوَادِ اللَّیْلِ۔(۱/۶۶-۶۷)

یہ حضرت شیعہ خاندان سے ہیں، ہم سب لوگوں نے روزہ کھولا وہ بیٹھے ہوئے تسبیح لئے ہوئے ہیں، میں نے ان کی طرف دیکھا کہ آپ کیوں روزہ نہیں کھول رہے ہیں؟ کہنے لگے کہ بس ابھی ہی کھول رہا ہوں، میں نے کہا: کیا بات ہے؟ کسی کا انتظار ہے؟ اب انہیں الجھن ہونے لگی، کہنے لگے: بات یہ ہے کہ ہمارے یہاں ٹائم بعد میں ہوتا ہے،تو میں نے کہا: اوہ ہو! یہ وہی ہے، یہود بھی دیر میں افطار کرتے ہیں، یہود کی طرح جلدی سحری کھائیں اور دیر میں روزہ افطار کریں۔

کچھ لمحے غیر مقلدین کے ساتھ:

اب آیئے! یہ غیر مقلدین حضرات ان کو جناب کہیں، مولانا کہیں، حضرت کہیں یا کیا کہیں؟ اس کو وہ خود ہی طے کریں گے، اس لئے کہ بغیر حدیث کے تو وہ کوئی کام کرتے نہیں؛ لیکن آج تک یہ نہ بتا پائے کہ تکبیرِ تحریمہ زور سے کہی جائے یا چپکے سے کہی جائے ،کوئی ایسی صحیح غیر متعارض حدیث ہمارے سامنے پیش کیجئے ، جس سے یہ پتہ چلے کہ آپ حدیث پر عمل کرنے والے ہیں، آج تک یہ نہ بتا پائے کہ حضور ﷺ نے تراویح کی آٹھ رکعت بتائی ہے، نہیں بتا پائیں گے، یہ حضرات بھی درحقیقت دشمنانِ دین ہیں، خاص طور پر انگریزوں نے ان کے اندر تشدد پیدا کیا ہے، اور انگریز، عیسائی اور یہودی اسلام کے ہمیشہ سے دشمن ہیں، ان لوگوں نے یہ فتنہ پیدا کیا، ہمارا مزاج ؛یعنی ہمارے اکابر کا مزاج جھگڑے کا نہیں ہے، ایک زمانہ تک ہم نے ان سے اتحاد قائم کیا، ہمارے علماء کی ایک نمائندہ جماعت :جمعیتِ علماءِ ہند نے دورِ اول میں جمعیت کے باقاعدہ ممبر بنائے، ان غیر مقلدین کو (جو اپنی خود رائی پر رہ کر

◄ وَقَالَ الشَّیْخُ مَحْمُوْدُ السُّبکِی تَحْتَ قَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ:(لِاَنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی یُؤَخِّرُوْنَ) فَفِیْهِ مُخَالَفَةٌ لِاَعْدَاءِ الدِّیْنِ. وَمَا دَامَ النَّاسُ یُرَاعُوْنَ مُخَالَفَةَ اَعْدَاءِ اللّٰهِ، یَنْصُرُهُمُ اللّٰهُ وَیُظْهِرُ دِیْنَهُمْ ، وَالْیَهُوْدُ وَغَیْرُهُمْ یُؤَخِّرُوْنَ اِلٰی ظُهُوْرِ النُّجُوْمِ کَمَا یُشْعِرُ بِذٰلِکَ مَا رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاکِمُ مِنْ حَدِیْثِ سَهْلٍ(لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ عَلٰی سُنَّتِیْ مَالَمْ تَنْتَظِرْ بِفِطْرِهَا النُّجُوْمَ)قَالَ ابْنُ دَقِیْقِ الْعِیْدِؒ:فِی الْحَدِیْثِ رَدٌّ عَلَی الشِّیْعَةِ فِیْ تَاخِیْرِهِمُ الْفِطْرَ اِلٰی ظُهُوْرِ النُّجُوْمِ لِاَنَّ الَّذِیْ یُؤَخِّرُهٗ یَدْخُلُ فِیْ فِعْلِ خِلَافِ السُّنَّةِ اھ)۔

(المنهل العذب المورود، ۱۰/۷۷ مؤسسة التاریخ العربی بیروت لبنان)(مرقاة المفاتیح ۴/۲۵۸ المکتبة الاشرفیة دیوبند)

کبھی کسی امام توکبھی کسی اورامام کے مذہب پر عمل کرتے تھے) ائمہ اربعہ: امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ سے کوئی سروکار نہیں تھا، کسی کو برا بھلا نہیں کہتے تھے، ہم نے ان کو گوارا کیا؛ لیکن آج جبکہ تشدد پیدا ہو رہا ہے، نہ تم (غیر مقلدین) امام بننے کے لئے تیار ہو اور نہ ہی تم مقتدی بننے کے لئے تیار ہو، اگر تم مقتدی بنو گے تو تم مقلد ہو جاؤ گے، امام بنو گے تو مجتہد بن جاؤ گے، مجتہد تم ہو نہیں سکتے، مقتدی تم بن نہیں سکتے، للہذا تم ہو کیا؟ یہی تم کو معلوم نہیں، ہمارے مفتی صاحب حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب لاجپوریؒ (صاحب فتاوی رحیمیہ) ۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریقِ رحمت کرے۔ نے فرمایا کہ: یہ اہل حدیث نہیں بلکہ لامذہبیہ ہیں (۱) بڑا ہی پیارا اور شاندار نام ہے کہ ان کا کوئی مذہب ہی نہیں ہے۔

ہم سے کسی نے یہ سوال کیا کہ کیا عقائد میں بھی تقلید ہے؟ لیکن کیا سوالات اور ان کے جوابات پر ہم ساری توانائی خرچ کرتے رہیں گے؟ کہ سوالات وہ کرتے رہیں اور جوابات ہم دیتے رہیں، سبحان اللہ! یہ تو بڑا اچھا کام ہے کہ آپ (غیر مقلدین) کیوں کیوں کرتے رہیں اور ہم کیوں کا جواب دیتے رہیں، سن لیجئے! ہمارا معاملہ مدلل ومُبَرہن ہے کہ ہم باقاعدہ طور پر حجت کو حجت مانتے ہیں، صحیح کو صحیح مانتے ہیں، اور غلط کو غلط مانتے ہیں، للہذا آپ (غیر مقلدین) تشدد پر مت اتریئے، اور جب تشدد پر آپ نہیں اتریں گے تو بات خراب نہیں ہوگی، اور اگر آپ (غیر مقلدین) تشدد پر آئیں گے تو آپ اپنا گھر بچا نہ پائیں گے۔

مُسکت جوابات کے لئے ٹھوس صلاحیت کی ضرورت:

بہر حال ان کو خاموش کرنے کے لئے ہمارے اندر ٹھوس صلاحیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے، ہم اپنی صلاحیت خالی جواب دہی پر ختم نہ کریں، ابھی حضرت مولانا مفتی عبد اللہ صاحب (۲) نے بتایا کہ: روزانہ مطالعہ کرو، اپنے اندر علم بڑھاؤ، آپ کیوں نہیں سوال کرتے؟ مثلاً: کل میں نے یہاں رہتے ہوئے ایک بات سوچی کہ قرآن مجید سات قراءتوں

(۱) مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ج:۱ص: ۲۹۸، ۴۰۰، ۴۲۰، ۴۲۱ مکتبہ دارالاحسان دیوبند۔

(۲) حضرت مفتی عبداللہ صاحب کاوی رحمہ اللہ (سابق صدر مفتی دارالعلوم کنتھاریہ، بھروچ، گجرات) مراد ہیں۔

پر نازل ہوا ہے، اب غیر مقلدوں سے پوچھئے کہ تم کس کی قراءت پر پڑھتے ہو؟ حمزہ، قالون، کسائی، حفص، شعبہ: ان میں سے کس کی روایت پر پڑھ رہے ہو؟ اگر کہیں کہ امام حفص کی قراءت پر پڑھتے ہیں، تو کہئے کہ اچھا بتائیے! کس حدیث میں لکھا ہوا ہے کہ امام حفصؒ کی روایت چلے گی؟ اگر کوئی ایسی حدیث ہو تو مہربانی فرما کر ہمیں بتلادو؟ آپ (غیر مقلدین) بتائیے کہ یہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، صحاح ستہ؛ جن سے آپ (غیر مقلدین) استدلال کررہے ہیں، کیسے معلوم ہوا کہ بخاری ومسلم کی ساری احادیث صحیح ہیں؟ یہ کیسے پتہ چلا؟ آپ (غیر مقلدین) اس پر کوئی سند حدیث کی بتا سکتے ہیں؟ حضور ﷺ نے کہیں ایسا فرمایا ہے؟ یاد رکھو! یہ بات صرف الزامی نہیں ہے؛ بلکہ ان کی آنکھیں کھولنے والا سوال ہے، پھر اسماء الرجال کا فن لے کر پوچھو! کہ کیسے آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے؟ کیسے آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے؟ کیسے آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ حدیث موقوف ہے؟ حضور ﷺ نے ان اصطلاحات کے بارے میں کچھ بتایا ہے؟ یہ اصطلاحی الفاظ اُن معانی میں جن معانی میں ہم بول رہے ہیں، کسی حدیث سے ثابت ہے؟

یاد رکھئے! کہ آپ (غیر مقلدین) کسی حدیث کو صحیح نہیں کہہ سکتے، اس لئے کہ حدیث کو صحیح کہنے کے لئے بھی آپ حدیث کے محتاج ہیں، پھر حدیث کے جو معنی محدّث نے بتائے، اس معنی کو جو آدمی قبول کررہا ہے، یہ قبول کرنا اصلاً تقلید ہے، اگر حدیث کی روایت کو مان رہے ہیں، تو تقلید فی الروایۃ ہے، اگر حدیث میں محدث کی عقل پر بھروسہ کررہے ہیں تو تقلید فی الدرایۃ ہے، نتیجہ یہ ہے کہ تقلید سے آپ (غیر مقلدین) بھاگ نہ پائیں گے، اور اگر تقلید سے بھاگیں گے تو کوئی راستہ نہیں ملے گا، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم لوگوں کو سمجھائیں کہ اختلاف پیدا نہ کرو، فتنہ پیدا نہ کرو، فتنہ کو ختم کرنے کی کوشش کرو، آج لوگ باہر سے آتے ہیں، اور آکر کے اس طرح کی باتیں کرتے ہیں کہ جن سے ہوش وحواس اڑ جائیں۔

ایک طالب علم گونڈہ ضلع کا ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ: ہم اہلِ حدیث ہیں۔ ہم نے کہا کہ: تراویح کی بیس رکعات نماز پڑھتے ہو؟ کہنے لگے: نہیں، سنت سے بیس رکعات

ثابت نہیں۔ میں نے پوچھا: کتنی رکعات پڑھتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ ہم آٹھ رکعات پڑھتے ہیں۔ میں نے اس سے آگے کوئی سوال وجواب نہیں کیا؛ لیکن آپ یہ غور کیجئے کہ گاؤں میں لوگوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ اب تک جو تراویح ہو رہی تھی وہ غلط ہے۔

غیر مقلدین سے لڑنے کے لئے سب سے بڑا ہتھیار کیا ہونا چاہئے:

مولانا مفتی راشد صاحب دارالعلوم دیوبند کے مدرس ہیں، اور مجلس شوریٰ کی طرف سے غیر مقلدوں کے خلاف طلبہ کو تیار کرنے کی ذمہ داری مفتی راشد صاحب کو دی گئی ہے، میں نے دارالعلوم دیوبند کے مہمان خانہ میں ایک موقع پر ان سے مذاکرہ کرتے ہوئے پوچھا کہ: مفتی صاحب! غیر مقلدوں سے لڑنے کے لئے آپ کے پاس سب سے بڑا ہتھیار کیا ہے؟ آپ کس طرح لڑیں گے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ: مسئلۂ تقلید کو لے کر بحث کریں گے، ہم نے کہا: نہیں، غیر مقلدوں سے لڑنے کے لئے آپ کا سب سے بڑا ہتھیار یہ ہونا چاہئے کہ تمام غیر مقلد پوری جماعتِ صحابہ کو بدعتی جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں، مفتی صاحب کہنے لگے کہ بات تو صحیح ہے۔

ایک مرتبہ ایک بہت بڑے مولوی مجھے دعوت دینے کے لئے آئے کہ کان پور میں توحید پر اجلاس ہے، آپ کی تقریر ہم کروانا چاہتے ہیں، ہم اہلِ حدیث ہیں، ہم غیر مقلد ہیں۔ تو ہم نے کہا ضرور آئیں گے، ہم گئے بھی اور ہم نے تقریر بھی کی؛ مگر آخر میں ایک بات کہہ دی کہ آپ سے جو بات کر رہا ہے وہ حنفی ہے، اور یہ حنفی اس توحید کا قائل ہے جو ابھی بتایا گیا، اور کچھ نہیں کہا، اخیر میں یہ بات اس لئے کہی کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے علاوہ کوئی توحید نہیں جانتا، توحید جاننا صحیح ہے؛ لیکن توحید کے اندر تشدد کرنے سے بات خراب ہوجاتی ہے، توحید ایک ایسی چیز ہے کہ جس پر ہر مسلمان کا ایمان ہر وقت ضروری ہے۔

اجماعِ صحابہ بہت بڑی حجت ہے:

بیس رکعات کی ایک حدیث بھی ہمارے پاس نہ ہو، تب بھی صحابۂ کرامؓ کا عمل ہمارے نزدیک بہت بڑی حجت ہے، آخر کار اجماع کوئی چیز ہے یا نہیں؟ حضرت عمرؓ نے حضرات صحابۂ کرامؓ کو ایک امام کے پیچھے بیس رکعت پر جمع فرمادیا، کسی صحابی نے اس پر نکیر

نہیں کی، ﴿۱﴾ اگر یہ اقدام غلط ہوتا تو کوئی ایک ٹوک دیتا؟ کیا مروت میں ڈر کے مارے کوئی نہیں بولا؟ نہیں! ہرگز نہیں، حق گوئی اور دوٹوک بات کہنے کی مثالیں موجود ہیں:

مثال نمبر (۱) حضرت عمرؓ نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد خطبہ پڑھا اور اسی خطبہ میں آپ نے سوال کیا کہ: اے لوگو! اگر میں حضور ﷺ یا حضرت ابوبکرؓ کی سیرت وکردار کے خلاف چلوں، تو تم کیا کروگے، سب لوگ چپ رہے، پھر دوبارہ پوچھا: تو ایک نوجوان تلوار لے کر کھڑا ہوگیا اور کہا: فَعَلْنَا هٰكَذَا، تلوار سے آپ کی گردن ماردیں گے، اس پر آپ بہت خوش ہوئے۔ (سیرت خلفائے راشدین ص: ۸۲ مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی ۱۸)

مثال نمبر (۲) حضرت عمرؓ نے ایک روز خطبہ میں فرمایا: لوگو! عورتوں کے مہر زیادہ نہ باندھا کرو، اس پر ایک بڑھیا بول اٹھی کہ آپ کیسے یہ فتویٰ دے رہے ہیں؟ قرآن میں تو "وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا" (النساء: ۲۰) مذکور ہے، یعنی اے شوہرو! اگر تم اپنی بیویوں کو ڈھیر سارا مال دے دو تو پھر اس میں سے کچھ واپس نہ لو، اس پر آپ نے فرمایا: "كُلُّ النَّاسِ اَعْلَمُ مِنْ عُمَرَ حَتَّى الْعَجَائِزُ" سب لوگ زیادہ جانتے ہیں، یہاں تک کہ بڑھیا بھی عمرؓ سے زیادہ جانتی ہے۔ (سیرت خلفائے راشدین ص: ۸۴-۸۵، وکذا فی مأۃ قصۃ من حیاۃ عمر (مترجم) ص: ۳۳، کنز العمال ج:۱۶ ص: ۲۲۵ رقم: ۴۵۷۸۸، بالفاظ مختلفۃ)

مثال نمبر (۳) ایک دفعہ مالِ غنیمت میں چادریں آئیں، اور سب کو ایک ایک تقسیم کردی، اس کے بعد جمعہ کے دن خطبہ کے لئے تشریف لائے تو ان ہی چادروں میں سے دو چادریں باندھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: اِسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا (سنو اور عمل کرو) اس پر ایک صحابی نے کہا: لَا نَسْمَعُ وَلَا نُطِيْعُ (نہ ہم سنیں گے اور نہ ہی عمل کریں گے) وجہ پوچھنے پر صحابی نے عرض کیا کہ: بتائیے دو چادریں آپ کے پاس کہاں سے آئیں؟ سب کو تو ایک ایک دی اور خود دو لیں؟ حضرت عمرؓ کے کہنے پر صاحبزادہ نے شہادت دی کہ میں نے اپنے حصے کی چادر والد صاحب کی خدمت میں پیش کردی، اس پر وہ صحابی کہنے لگے کہ: اچھا! اب آپ فرمائیے ہم سنیں گے اور عمل کریں گے۔ (مأۃ قصۃ من حیاۃ عمر للشیخ محمد صدیق منشاوی (مترجم) ص: ۳۰، سیرت خلفائے راشدین ص: ۸۸)

مثال نمبر (۴) ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ایک عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا، حضرت

﴿۱﴾ بخاری ج:۱ ص: ۲۶۹ رقم: ۲۰۱۰ باب فضل من قام رمضان۔

علی ؓ نے کہا کہ اس پگلی کو آپ سزا دے رہے ہیں، کیا آپ نے نہیں سنا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: کہ تین قسم کے لوگ مرفوع القلم ہیں، یعنی ان پر کوئی حکم شرعی جاری نہیں ہوتا، ان میں سے ایک پاگل ہے، یہ سنتے ہی حضرت عمر ؓ نے اپنا حکم واپس لے لیا، (۱) اور فرمایا: ”لَوْلَا عَلِیٌّ ؓ لَهَلَكَ عُمَرُ ؓ“ یعنی اگر علی ؓ نہ ہوتے تو عمر ؓ ہلاک ہوجاتا۔ (۲)

معلوم یہ ہوا کہ غیر مقلدین سارے صحابہ کو اپنے مقابلہ میں بے غیرت سمجھتے ہیں، دینی غیرت اپنے آپ میں زیادہ سمجھ رہے ہیں، اور صحابہ میں اتنی غیرت نہیں سمجھ رہے ہیں، گویا آپ (غیر مقلدین) کے اعتقاد کے مطابق ایک غلط چیز حضور ﷺ کی امت میں دورِ صحابہ سے چلی آرہی ہے، حالانکہ یہ وہ مبارک دور ہے کہ جس کی خیریت کی شہادت حضور ﷺ کی مبارک زبان سے ثابت ہے (۳) اور ان غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ صحابہ کا عمل نا قابلِ تسلیم ہے! اس پر جتنا تعجب کیا جائے کم ہے۔

سنئے! حضرت علی ؓ مساجد میں تراویح کا پُررونق منظر دیکھ کر کہتے ہیں ”نَوَّرَ اللّٰهُ عَلٰى عُمَرَ ؓ فِيْ قَبْرِهٖ كَمَا نَوَّرَ عَلَيْنَا فِيْ مَسَاجِدِنَا“ (۴) یعنی اللہ تعالیٰ حضرت عمر ؓ کی قبر کو نور

---

(۱) وَفِيْ مُسْنَدِ الْإِمَامِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَرَادَ اَنْ يَّرْجُمَ مَجْنُوْنَةً. فَقَالَ لَهٗ عَلِيٌّ: مَالَكَ ذٰلِكَ. قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الطِّفْلِ حَتّٰى يَحْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يَبْرَأَ اَوْ يَعْقِلَ. فَاَدْرَأَ عَنْهَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (۱/۲۲۶ رقم: ۱۱۸۷، مکتبہ دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان (سیرت خلفائے راشدین ص: ۴)

(۲) سیرت خلفائے راشدین ص: ۸۴، مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی ۱۸، الفاظ کی یہ زیادتی کسی روایت میں نہیں ملی، مزید فنی تحقیق ضمیمہ میں باحوالہ درج کردی گئی ہے، من شاء فلیراجع۔

(۳) وَفِي الْبُخَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ. ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ. ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ. الخ (۱/۵۱۵ رقم: ۳۶۵۱) وَفِيْهِ اَيْضاً: (فِيْ رِوَايَةٍ) ....خَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ. ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ. ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ. الخ (۱/۵۱۵ رقم: ۳۶۵۰) مشکوۃ شریف میں اَكْرِمُوْا اَصْحَابِيْ فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ الخ کے الفاظ حضراتِ صحابہ ؓ کے حق میں وارد ہوئے ہیں۔ (۲/۵۵۴ باب مناقب الصحابة)

(۴) تاریخ الخلفاء للسیوطی ص: ۱۲۸، دارالفکر بیروت لبنان، و کذا فی منتخب کنز العمال ۴/۵۴۲ و مجالس الابرار للشیخ احمد رومی ص: ۱۷۸ مجلس ۲۸ فی بیان کیفیة التراویح وفضلها۔ بالفاظ مختلفة

سے بھر دے، جیسے انہوں نے ہماری مسجدوں کو منور کیا، بھائیو! تراویح حضور ﷺ سے اگر ثابت ہے، تو اخیر عشرہ میں صرف تین دن ہے، چوتھے دن نہیں (۱)، اخیر عشرہ میں حضور ﷺ نے تین دن پڑھی، ان سے کہو: پورا قرآن اگر حضور ﷺ نے پڑھا ہو تو بتادو؟ اب تو غیر مقلدوں میں حافظ بھی بہت کم ہوتے ہیں، شیعوں کے نشانات بہت زیادہ ان میں مل رہے ہیں، میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ حافظ نہیں ہوتے ہیں، ہوتے ہوں گے؛ لیکن بہت کم۔ بہت سارے حافظ ایسے ہیں جو تراویح میں نہیں پڑھتے، جو تراویح میں پڑھتے نہیں، ان کا قرآن (عامۃً) غیر محفوظ رہتا ہے، چار سال کے بعد اس سال میں (صاحبِ افادات) نے سنایا، اس ڈر سے کہ اب اخیر عمر ہے، پتہ نہیں کہ کب موت آجائے، اللہ تعالیٰ ایسی حالت میں موت دے کہ قرآن یاد ہو، میں نے پندرہ دن میں اس سال سنایا، ویسے میں سناتا رہتا ہوں، اللہ کی مہربانی سے پڑھتا رہتا ہوں؛ لیکن تراویح میں پڑھنے کا جو اثر رہتا ہے، وہ سال بھر باقی رہتا ہے، میں نے نہیں دیکھا کہ انڈیا میں کہیں آٹھ رکعت تراویح ہوتی ہو، اور عجیب اتفاق ہے کہ سعودی عرب میں بھی حرمین شریفین کے علاوہ کہیں پورا قرآن ہوتا ہی نہیں، وہ اپنے آپ کو سلفی کہتے ہیں۔

انگلینڈ میں ایک غیر مقلد سے دلچسپ مکالمہ:

ایک دفعہ عمرہ کرنے کے لئے میں انگلینڈ سے جارہا تھا، ایک صاحب کوٹ پینٹ پہنے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے، ان سے پوچھا کہ آپ کہاں جارہے ہیں؟ اس نے کہا کہ: مکہ جارہا ہوں، میں نے کہا: آپ نے احرام نہیں باندھا؟ کہا کہ کیوں؟ کیا احرام باندھنا ضروری ہے؟ ہم نے پوچھا: کیا آپ اہلِ حدیث ہیں؟ اس نے کہا: آپ بھی تو اہلِ حدیث ہیں۔ میں

---

(۱) وَفِي الْبُخَارِيِّ: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ: اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ لَيْلَةً مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ وَصَلّٰى رِجَالٌ بِصَلَاتِهٖ. فَاَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَاجْتَمَعَ اَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّوْا مَعَهٗ. فَاَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا. فَكَثُرَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهٖ. فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ اَهْلِهٖ. حَتّٰى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ. فَتَشَهَّدَ. ثُمَّ قَالَ: "اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّهٗ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ. وَلٰكِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا" فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ۔ (۱/۲۶۹ رقم: ۲۰۱۲)

سمجھ گیا، میں نے کہا: جی ہاں! مکہ جانے کے لئے احرام باندھنا کوئی ضروری نہیں، آپ عمرہ کریں گے یا نہیں کریں گے؟ کہنے لگے کہ کریں گے، جب عمرہ کریں گے تو احرام باندھ لیں گے، میں نے کہا: کیا آپ کے یہاں پرائیویٹ طور پر مسائل بنا لئے جاتے ہیں یا کوئی حدیث بھی ہوتی ہے؟ اب وہ صاحب چپ ہوگئے، کہنے لگے کہ نہیں نہیں، ایسا نہیں، ہم لوگ تو حدیث پر عمل کرتے ہیں، تو ہم نے کہا کہ کون سی حدیث ہے کہ عمرہ کرنے جاؤ اور میقات پر سے احرام نہ باندھو، مکہ کے اندر ودھاؤٹ (without) احرام یعنی بغیر احرام کے پہنچ جاؤ، ایسی کوئی حدیث ہے؟ یقیناً ہوگی!۔

اب میں نے سوچا کہ دو چار اور اعتراض کس کے جڑ دیئے جائیں، لہٰذا میں نے کہا کہ: آپ لوگ مصلحت پسند بھی تو ہیں، کہا کہ: نہیں بالکل نہیں، ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں، میں نے کہا کہ: مکہ اور مدینہ میں بیس رکعت نماز مصلحت کی بنیاد پر آپ پڑھیں گے؟ آٹھ رکعت کے بعد غالباً آپ چلے آئیں گے، اس لئے کہ آپ آٹھ رکعت کی حدیث رکھتے ہیں، مکہ والوں سے پوچھئے گا کہ ان کے پاس بیس رکعت کی کوئی حدیث ہے؟ آپ لوگ بظاہر ان کا نمک کھاتے ہیں، لہٰذا آپ بتائیں کہ ان کے پاس بیس رکعت کی کوئی حدیث ہے؟ اگر ہے تو ٹھیک ہے، ورنہ آٹھ رکعت والی تو ضرور ہوگی، لہٰذا مکہ میں آٹھ رکعت ہونا چاہئے، کہنے لگے: میں کچھ کام کر رہا ہوں، آپ دوسرا کوئی کام کیجئے، میں نے کہا بہت اچھا۔

لہٰذا عرض یہ کر رہا تھا کہ یہ فتنہ اس وقت پھیل رہا ہے اور حضرات علماء نبی ﷺ کے واقعی جانشین ہیں، ایک طرف اہلِ علم کا کام ہے کتابیں پڑھنا، پڑھانا، مدارس کو دیکھنا اور ذمہ داری قبول کرنا، اور دوسری طرف اہلِ علم کا کام ہے کہ ان تمام فتنوں کا تعاقب ہر حال میں کریں، اگر یہ کام اہلِ علم نہیں کریں گے، تو اب اور کوئی امت نہیں آئے گی، حضور پاک ﷺ اگر ایک وقت میں معلم ہیں، تو اسی وقت میں سپہ سالار بھی ہے، قرآن کہہ رہا ہے: ''وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ'' (۱) (ال عمران: ۱۲۱) کہ آپ حضرت عائشہؓ کے حجرہ سے نکلے، جنگ احد کے لئے جا رہے ہیں، کس لئے؟ میمنہ، میسرہ، پیادہ، رسالہ؛ یہ سب کہاں

(۱) اور جب کہ آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے چلے مسلمانوں کو مقاتلہ کرنے کے لئے مقامات پر جما رہے تھے۔ (بیان القرآن)

کھڑے ہوں گے، تیر انداز یہاں کھڑے ہوں گے، فلاں یہاں کھڑے ہوں گے، آپ ﷺ یہ سب ترتیب کیوں دے رہے ہیں؟ حفاظت دین کے لئے۔ لہٰذا اہلِ علم کو یہ کام کرنا ہے، یاد رکھیں! شیعیت، غیر مقلدیت، قادیانیت: ان سب کا بنیادی مقصد ایک ہی ہے؛ یعنی تخریبِ دین اور فسادِ دین یعنی اصلی دین باقی نہ رہے۔

مرزا کا ظہور کب اور کس طرح؟

قادیانیوں کے سلسلہ میں بس ایک بات اور عرض کر دوں کہ کس زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو شو (show) کیا، اور کس طرح؟ یاد رکھئے! کہ یہ عجیب اتفاق ہے کہ مرزا کے بہت سارے رنگ اور بہت سارے کینچل ہیں، آپ نے دیکھا ہوگا کہ سانپ جو اپنا کینچل اتارتا ہے اسی طرح مرزا بھی کینچل اتارتا رہا، مرزا کے کینچل اس کے دعاوی ہیں، چند دعاوی گوش گزار کرتا ہوں، مرزا کہتا ہے:

(۱) میں مصلح ہوں۔ (مجموعۂ اشتہارات ج:۱ ص:۲۳۲، اعجاز المسیح در روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۹، ازالۂ اوہام ح:۲ در روحانی خزائن ج:۳ ص:۳۹۴-۳۹۵)

(۲) میں نیک آدمی ہوں۔ (اعجاز المسیح در روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۹)

(۳) میں مجدد ہوں۔ (ازالۂ اوہام ح:۱ در روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۷۸-۱۷۹، اعجاز المسیح در روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۸، مجموعۂ اشتہارات ج:۱ ص:۲۳۱، حاشیۂ کتاب البریۃ در روحانی خزائن ج:۱۳ ص:۲۰۱-۲۰۲)

(۴) میں مہدی ہوں۔ (تذکرہ ص:۲۵۷)

(۵) میں مسیحِ موعود ہوں۔ (ازالۂ اوہام ح:۱ در روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۸۰، مجموعۂ اشتہارات ج:۱ ص:۲۳۲)

(۶) میں مثیلِ مسیح ہوں۔ (مجموعۂ اشتہارات ج:۱ ص:۲۴-۲۳۱)

(۷) میں مسیح ابن مریم ہوں۔ (حقیقۃ الوحی در روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۷۵، تذکرہ ص:۱۸۵)

(۸) میں مسیح سے افضل ہوں۔ (دافع البلاء در روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۴۰)

(۹) میں بروزی وظلی نبی ہوں۔ (چشمۂ معرفت در روحانی خزائن ج:۲۳ ص:۳۴۰، ایک غلطی کا ازالہ در روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۲-۲۱۵، تذکرہ ص:۴۸۶)

(۱۰) میں واقعی نبی ہوں ۔ (حقیقۃ الوحی درروحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۰۵-۱۱۰، اربعین نمبر ۳ درروحانی خزائن ج:۱۷ ص:۳۸۸-۴۲۳-۴۲۹، دافع البلاء در روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۳۱، اعجاز احمدی در روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۱۳)

(۱۱) میں خدا کا بیٹا ہوں ۔ (حقیقۃ الوحی درروحانی خزائن ج:۲۲ ص:۸۹، تذکرہ ص:۵۲۶)

(۱۲) میں خدا ہوں ۔ (آئینۂ کمالات اسلام درروحانی خزائن ج:۵ ص:۵۶۴-۵۶۵)

(۱۳) میں رجلِ فارسی ہوں ۔ (حاشیۂ ایک غلطی کا ازالہ درروحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۳، حقیقۃ الوحی در روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۸۰، حاشیۂ ازالۂ اوہام ح:۱ درروحانی خزائن ج:۳ ص:۱۵۳ تا ۱۵۵)

(۱۴) میں حجرِ اسود ہوں، میں بیت اللہ ہوں ۔ (حاشیۂ اربعین نمبر ۴ درروحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۴۵)

(۱۵) میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں ۔ (حاشیۂ حقیقۃ الوحی درروحانی خزائن ج:۲۲ ص:۷۶)

تو دعوے تو ان کے یہاں تھوک میں ہوتے ہیں، یہ سب مرزا کے کینچل ہیں، مرزا صاحب !عیسیٰ بھی آپ، داؤد بھی آپ، محمد بھی آپ، موسیٰ بھی آپ ''نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ'' حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بے توقیری اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اُس وقت میں سر اٹھایا، جب مسلمان آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے، یہ روایت جو میں آپ سے عرض کر رہا ہوں یہ مولانا علی میاں صاحبؒ کی تحقیق ہے کہ مسلمان آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے کہ کاش! کوئی اللہ کی طرف سے ایسا پیغام آجائے، کوئی ایسا رہبر آجائے کہ ہم کو تسلی نصیب ہو، (۱) انگریزوں نے اس چیز کو دیکھ کر مرزا غلام احمد قادیانی (جو انگریزوں سے تال میل رکھتا تھا (۲)) کو بنا چُنا کر کے کھڑا کیا، اور کہا کہ: اسٹیپ ٹو اسٹیپ؛ یعنی آہستہ آہستہ تم نبوت تک پہنچ جاؤ، اور ایسے دعاوی کردو اور اس طرح کے اسباب پیدا کئے کہ خوب فراوانی کے ساتھ دولت حاصل ہوئی، اور مرزا نے خوب (فضول) تحقیقات کیں، اور بڑے بڑے ذی علم لوگوں کو اپنے دام میں، اپنے جال میں گرفتار کرنے کی بھرپور کوشش کی، اور یاد رہے

---

(۱) قادیانیت تحلیل وتجزیہ ص:۱۵ مطبوعہ مجلس تحقیقات لکھنؤ۔

(۲) ردمرزائیت کے زریں اصول ص:۵۔ افادات: مناظر اسلام حضرت مولانا منظور صاحب چنیوٹی، مطبع: کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

کہ جو دعاوی مرزا نے کئے، وہ بھی ایک چالاکی ہے، بہر حال میں بتا یہ رہا تھا کہ: ایسے موقعہ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے سر اٹھا کر کے ایک فتنہ پیدا کیا، اور اپنی نبوت کا اعلان کیا۔

ردِ مرزائیت پر دو اہم کتابیں:

بزرگو! دو کتابیں ردمرزائیت پر قابلِ مطالعہ ہیں:

نمبر (۱) ''رئیسِ قادیان'' اس کے مصنف (ابوالقاسم مولانا رفیق دلاوریؒ) بڑے بالغ نظر ہیں، اور بڑے پیارے انداز میں انہوں نے مرزائیت کے رد پر کتاب لکھی، اس کو منگوا کر کے ضرور پڑھئے، اس میں آپ کو پتہ نہیں چلے گا کہ ہم قادیانیت کی تردید میں کوئی کتاب دیکھ رہے ہیں، جو مضامین ہیں وہ خود سے اترتے چلے جائیں گے، وہ کتاب منگوا کر دیکھئے۔

نمبر (۲) ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' اس کے مصنف پروفیسر الیاس برنیؒ ہیں، علماءِ کرام اس کو دیکھیں اور پڑھیں، اپنی لائبریری میں، اپنے گاؤں میں، اپنی مسجد میں رکھیں، اور مصنف کے لئے خوب دعا کریں، عند اللہ بڑے مقبول ہیں، اور میں تو طواف کرتا ہوں، ملتزم پر جاتا ہوں اور مستجاب مقامات پر پہنچتا ہوں، اللہ جانتا ہے پروفیسر الیاس برنی کو کبھی بھی اور کہیں پر بھی نہیں بھولتا، اور دل کی گہرائیوں کے اندر ان کی محبت گھسی ہوئی ہے، مقبول ہوں تو ایسے ہوں، اللہ والے ہوں تو ایسے ہوں، اللہ تعالیٰ نے ان کی کتاب کو زمین بنایا اور شروع سے اخیر تک آج تک قادیانیت کی جن لوگوں نے تردید کی ہے، ان کی کتاب کو زمین بنا کر تردید کی ہے، ہمیشہ ہمیش انہوں نے اس کو سامنے رکھا ہے، اور یہ بڑی ہی مقبول کتاب ہے۔

ردقادیانیت میں علمی دلائل سے زیادہ تدبیر کے اختیار کی ضرورت:

ایک خاص بات عرض ہے -- اللہ کا شکر ہے مجھے یاد آگئی ورنہ میں بھول جاتا -- وہ یہ کہ آج کل قادیانیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے علمی دلائل سے آگے بڑھ کر تدبیر کو زیادہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے، یہ بات یاد رکھئے گا اور لکھ لیجئے گا، کیونکہ آج کل جو لوگ قادیانیت پر کام کر رہے ہیں وہ جانتے بھی نہیں کہ ظلی کا کیا مطلب ہے اور بروزی کا کیا مطلب ہے، کوئی

نہیں جانتا، کسی کو پتہ نہیں، آج وہ لوگ گاؤں گاؤں گھس کر کے مکتب قائم کر رہے ہیں، ہمارا اور تمام مدارس والوں کا ذمہ بنتا ہے کہ ایسے مقامات پر جہاں مسلمان چند ہیں، غیر مسلم زیادہ ہیں، اگر مسجد نہیں ہے تو مسجد بنواؤ، ہمارے وہ بھائی جو انگلینڈ میں ہیں یا اور دوسرے مقامات پر ہیں، میں ان سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ آپ پتہ لگایئے اور چھوٹی چھوٹی مسجدیں (جہاں پچاس مصلی نماز پڑھ سکیں، چاہے ایسا گاؤں آپ کے صوبہ میں ہو یا دوسرے صوبوں میں ہو) اللہ کے واسطے بنوایئے۔

قادیانی مرکز کے محاذی، سنی مسجد کی تعمیر:

میں ایک خوش کن خبر حاضرین کو سنانا شاید بھول جاؤں کہ: لکھنؤ میں جہاں قادیانیوں نے مرکز بنایا ہے، اللہ کی مہربانی سے ہماری مسجد بالکل اس کے برابر بن کے تیار ہوگئی ہے، ابھی حضرت مولانا ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند) تشریف لے گئے تھے، حضرت نے وہاں نمازِ مغرب پڑھی، افتتاح تو مولانا رابع صاحب (صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا) نے نماز پڑھا کر کے کیا ہے؛ میں نے حضرت سے کہا: آپ کو ثواب ملے گا، اللہ کا شکر ہے کہ اب معلوم ہوجائے گا کہ مسلمانوں کی مسجد یہ ہے، اور قادیانیوں کا مرکز یہ ہے، وہاں کے لوگ جو سب پڑھے لکھے ہیں، وہ بہت ڈر رہے تھے، کئی راتیں ایسی ہوئیں کہ وہاں رکنا پڑا کہ مسجد ہم بنوا رہے ہیں، آپ کو کس بات اور کس کس کا ڈر لگ رہا ہے؟ کہنے لگے کہ: کہیں ایسا نہ ہو کہ حملہ کردیں، میں نے کہا کہ: وہ دن بہت دور ہے، کوئی قادیانی حملہ کر کے اپنا بیڑا ابھی غرق نہیں کرے گا، آپ بالکل بےفکر رہئے، اللہ کا شکر ہے، اب مسجد بن گئی، آپ لوگ دعا کیجئے کہ اللہ پاک وہاں ایسا بورڈ لگوادے جس پر تحفظِ ختمِ نبوت لکھا ہو، اور ہندی، انگریزی، اردو میں یہ عبارت لکھی جائے کہ: ''قادیانی جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں، وہ اسلام کے دائرہ سے خارج ہیں''۔ ہم اگر لکھنؤ میں ہوتے تو پبلک کو نہ بتاتے، آپ لوگ چونکہ اتنی دور ہیں وہاں تک یہ خبر غالباً نہیں پہنچ پائے گی، تو ہم اس کا ارادہ کر رہے ہیں، دعا کیجئے کہ اللہ تعالی یہ کروادے۔

مکاتب کا قیام قادیانیت کی سب سے بڑی تردید:

میرے عزیزو! مکتب قائم کرنا قادیانیوں کی سب سے بڑی تردید ہے، اگر آپ لوگ یہ کام کر سکتے ہیں تو ضرور کیجئے ورنہ جو لوگ کر رہے ہیں ان سے ضرور معلوم کیجئے؛ لیکن دلائل کی دنیا میں بھی اپنے آپ کو کسی سے پیچھے نہ رکھئے، بہرحال یہ چند باتیں اللہ کی توفیق سے میں نے آپ کے سامنے عرض کی ہیں، اللہ پاک اپنے فضل وکرم سے قبول فرمالے۔ آمین

★ وآخر دعوانا ان الحمد اللہ رب العالمین ★

ضمیمہ: از مرتب

عبداللہ بن سبا اور اس کی منصوبہ بند سرگرمیاں

عبداللہ بن سبا یمن کا رہنے والا ایک چالاک اور عیار یہودی تھا، حضرت عثمان کے عہد میں مدینہ آیا اور مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہوگیا، یہاں کچھ عرصہ رہ کر اس نے مسلمانوں کی داخلی کمزوریوں سے واقفیت حاصل کی، پھر مسلمانوں میں مذہبی تفریق پیدا کرنے کے لئے ایک ''خفیہ پارٹی'' قائم کرنے کی اسکیم مرتب کی، اس پارٹی کی دعوت وتبلیغ کی بنیاد محبتِ رسول اور الفتِ اہل بیت پر رکھی گئی، جس کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ تعجب ہے کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں بھیجے جانے کے تو قائل ہیں؛ لیکن محمد رسول اللہ کے دوبارہ نزول کو نہیں مانتے۔

۲۔ ہر پیغمبر کا ایک وصی ہوتا ہے، محمد رسول اللہ کے وصی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، چونکہ حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ خاتم الاوصیاء ہیں۔

۳۔ بڑا ظلم ہے کہ مسلمانوں نے اپنے نبی کی پرواہ نہ کی، اور ان کے وصی کے ہوتے ہوئے خلافت دوسرے کے سپرد کردی، غیر مستحق کو معزول کر کے مستحق (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو یہ دلوانا ضروری ہے۔ (تاریخ ملت ۱/۳۱۵ بحوالہ البدایہ والنہایہ ۷/۱۶۷۔ الکامل فی التاریخ لابن الاثیر ۲/۵۲۶ مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت لبنان)

اس ''خفیہ پارٹی'' کی شاخیں قائم کرنے کے لئے ابن سبا نے صوبہ جات کے تمام مرکزی شہروں میں دورہ کیا، حصولِ مقصد کے لئے موزوں ترین آدمیوں کو چھانٹ کر ان کو کام کرنے کی تدبیریں بتائیں، اور خود مصر میں قیام کیا، اور یہی اس کا ''صدر مقام'' تجویز کیا۔ کام کرنے کے لئے جو لائحہ عمل تجویز کیا گیا یہ تھا:

۱۔ بظاہر متقی اور پرہیزگار بن کر عوام پر اپنا اثر واقتدار قائم کیا جائے۔

۲۔ خلیفۂ وقت (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے خلاف بہتان تراشے جائیں اور الزامات لگائے جائیں۔

۳۔ عمال حکومت کو پریشان کیا جائے، انہیں نالائق، غیر متدین اور ظالم قرار دے کر صوبہ جات

میں شورش پھیلائی جائے۔

۴۔ ایک شہر سے دوسرے شہر میں عمال کے فرضی مظالم کے خطوط بھیجے جائیں، مدینہ منورہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور دوسرے اکابر صحابہ کے نام سے جعلی خطوط بھیجے جائیں، جن میں اس تحریک سے ان اکابر کی وابستگی کا اظہار ہو۔ (تاریخ ملت ۱/۳۱۵/۳۱۶)

حضرت شاہ صاحب ''باب سوم درذکر اسلاف شیعہ'' میں لکھتے ہیں:

جاننا چاہئے کہ اسلاف شیعہ کے چند طبقے ہوئے ہیں۔ پہلا طبقہ وہ لوگ جنہوں نے اس مذہب کو بلاواسطہ رئیس المضلین ابلیس لعین سے حاصل کیا، یہ منافقوں کا ٹولہ تھا، جو اپنے دل میں اہل اسلام کی عداوت چھپائے ہوئے تھے، انہوں نے ظاہر میں اسلام کا کلمہ پڑھ لیا تاکہ اہل اسلام کے زمرہ میں داخل ہونے، ان کو بہکانے اور ان کے درمیان مخالفت اور بغض وعناد پیدا کرنے کا راستہ کھل جائے، ان لوگوں کا مقتدا ''عبداللہ بن سبا'' یہودی صنعانی ہے..... اس شخص نے اولاً: حضرت امیر کو سب سے افضل جاننے کی لوگوں کو دعوت دی، ثانیاً: صحابہ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کو کافر ومرتد قرار دینے کی بات کی، ثالثاً: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خدا ہونے کی لوگوں کو دعوت دی، اور اپنے پیروؤں میں سے ہر ایک کو اس کی استعداد کے مطابق اغوا واضلال کی جال میں پھانسا، پس وہ علی الاطلاق رافضیوں کے تمام فرقوں کا مقتدا ہے، کہ یہ آئین خباثت آگیں، ابلیس لعین کے سینہ سے لے کر اہل زمین کے دلوں میں اسی کا لایا ہوا ہے، اگرچہ شیعوں میں سے بہت سے لوگ اس سے کفران نعمت کرتے ہیں، اور اس کو برائی سے یاد کرتے ہیں، اس بنا پر کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا قائل ہوگیا تھا، اس کو غالی شیعوں کا مقتدا مانتے ہیں، اور بس ..... لیکن درحقیقت تمام شیعہ اسی کے شاگرد ہیں اور اسی کے چشمۂ فیض سے مستفیض ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کے تمام فرقوں میں یہودیت کے معنی صاف نظر آتے ہیں، اور یہود یانہ اخلاق ان میں مخفی اور پوشیدہ ہیں، مثلاً جھوٹ بولنا، افتراء کرنا، بہتان لگانا، بزرگوں کو گالیاں دینا، اپنے رسول اللہ ﷺ کے دوستوں پر طعن وتشنیع کرنا، کلام اللہ اور کلام رسول ﷺ کو غیر محمل پر ڈھالنا، اور اہل حق کی عداوت دل میں چھپانا، خوف اور

طمع کے طور پر چاپلوسی اور تملق کا اظہار کرنا، نفاق کو پیشہ بنانا، تقیہ کو ارکان دین میں شمار کرنا، بناوٹی رقعے اور جعلی خطوط تصنیف کرنا، اور ان کو آنحضرت ﷺ اور ائمہ کی طرف منسوب کرنا، اپنی دنیوی اغراض فاسدہ کی خاطر حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنا، اور جو کچھ ذکر کیا گیا ''بہت میں تھوڑا'' اور ''ڈھیر میں سے ایک نمونہ'' ہے، اور کسی کو تفصیلی اطلاع منظور ہو، تو اسے چاہئے کہ سورۂ بقرہ سے سورۂ انفال تک کا غور وفکر سے مطالعہ کریں اور یہودیوں کے تذکرہ میں جو ان کی صفات اور ان کے اعمال واخلاق ذکر کئے گئے ہیں، ان کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھے، پھر اس فرقہ کی صفات اور اعمال واخلاق کا یہودیوں کی صفات اور ان کے اخلاق واعمال کے ساتھ موازنہ کریں، یقین ہے کہ اس بات کے صدق کا یقین اس کے دل میں اتر جائے گا، اور بے ساختہ ''طابق النعل بالنعل'' کا فقرہ اس کی زبان سے نکلے گا (یعنی دونوں ایک دوسرے سے ایسی مطابقت رکھتے ہیں، جیسے: ایک جوڑے کا جوتا دوسرے جوتے کا برابر ہوتا ہے)۔

(شیعہ سنی اختلافات اور صراط مستقیم صفحہ/ ۵۹، ۶۰ بحوالہ تحفہ اثنا عشریہ ...... صفحہ/ ۹۷)

امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی ؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: آج شیعہ اس بات سے بہت گھبراتے ہیں اور عبداللہ بن سبا کے نام پر ہزاروں نفریں کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہرگز وہ ہمارے مذہب کا موجد نہیں، لیکن یہ انکار یا تو ان کی ناواقفیت کی وجہ سے ہے، یا ناواقفوں کو دھوکا دینے کی غرض سے، ورنہ ان کے علمائے سابقین دبی زبان سے اس کا اقرار کر گئے، رجال کشی کے ص: ۷۱ میں ہے:

ذَكَرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ سَبَأً كَانَ يَهُوْدِياً فَاَسْلَمَ وَوَالٰى عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلٰى يَهُوْدِيَّتِهٖ فِيْ يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ وَصِيِّ مُوْسٰى بِالْغُلُوِّ فَقَالَ فِيْ اِسْلَامِهٖ بَعْدَ وَفَاتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فِيْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَكَانَ اَوَّلَ مَنْ اَشْهَرَ الْقَوْلَ بِفَرْضِ اِمَامَةِ عَلِيٍّ وَاَظْهَرَ الْبَرَاءَةَ مِنْ اَعْدَائِهٖ وَكَاشَفَ مُخَالِفِيْهِ وَاَكْفَرَهُمْ فَمِنْ هٰهُنَا قَالَ مَنْ خَالَفَ الشِّيْعَةَ اَصْلُ التَّشَيُّعِ مَأْخُوْذٌ مِنَ الْيَهُوْدِيَّةِ۔

بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا، پھر وہ اسلام لایا اور اس نے علی علیہ السلام سے محبت کی اور وہ اپنے زمانۂ یہودیت میں حضرت یوشع بن نون وصی موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلو کیا کرتا تھا، پھر وہ اپنے اسلام کے زمانے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی علیہ السلام کے بارے میں ویسا ہی غلو کرنے لگا، یہ ابن سبا پہلا شخص ہے جس نے امامت علی کے فرض ہونے کو شہرت دی، اور ان کے دشمنوں پر تبرا کیا، اور ان کے مخالفوں سے کھل کھیلا (کھلم کھلا دشمنی) اور ان کی تکفیر کی، اسی وجہ سے جو لوگ شیعوں کے مخالف ہیں، کہتے ہیں کہ تشیع کی بنیاد یہودیت سے ماخوذ ہے۔

اس تحقیق سے صاف ظاہر ہو گیا کہ شیعہ مذہب کے دونوں رکن اعظم یعنی امامت علی اور تبرا دشمن اسلام عبداللہ بن سبا کے مشہور کئے ہوئے ہیں، اور وہی موجد مذہب شیعہ کا ہے، یہی سبب ہے کہ شیعوں کے مذہب کی بہت سی باتیں یہودیوں سے ملتی جلتی ہیں ؎

ہرگز باور نمی آید ز روئے اعتقاد
نام زہرا بردن و دین یہودی داشتن

(تفسیر آیاتِ خلافت وامامت ص: ۱۴-۱۵)

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ پر بعض صحابۂ کرام کے تأثرات

(۱) حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اب اسلام میں اتنا بڑا شگاف پیدا ہوگا کہ: پہاڑ بھی اسے بند نہیں کرسکتا۔ (۲) عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ (مشہور صحابی ہیں ان) کو شہادت کی اطلاع ہوئی، تو بے ساختہ زبان سے نکلا: ''اَلْيَوْمَ هَلَكَتِ الْعَرَبُ'' آج عرب تباہ ہو گئے۔ (۳) زید ابن صوحان رضی اللہ عنہ نے کہا: اب مسلمانوں کے دل قیامت تک ایک دوسرے سے نہیں مل سکتے۔ (۴) ام سلیم رضی اللہ عنہا (ایک صحابیہ ہیں انہوں) نے بھی فرمایا: اب مسلمانوں میں باہم خون خرابہ کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے علاوہ تابعین کے اقوال بھی اسی طرح کے کثرت سے ہیں: (مثلاً) ابو مسلم الخولانی نے فرمایا: قاتلینِ عثمان کا حشر وہی ہوگا، جو قوم ثمود کا ہوا؛

کیونکہ خلیفہ کا قتل اونٹنی کے قتل سے کہیں زیادہ معصیت ہے۔

(عثمان ذوالنورین ﷺ صفحہ: ۲۶۳ / ۲۶۴، ندوۃ المصنفین جامع مسجد دہلی، البدایہ والنہایہ: ۷/ ۱۹۴-۱۹۵)

حضرت حذیفہ ؓ نے حضرت عثمان ؓ کے قتل اور ان کے قاتلین سے بارگاہِ خداوندی میں بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ (معرفۃ الصحابہ ۲/ ۲۶ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان) ان کا انتقال شہادت عثمان ؓ کے (زخموں کی تاب نہ لاکر صرف) چالیس دن کے بعد ہوا۔

(تاریخ الاسلام للذہبی ۳/ ۴۹۳، معرفۃ الصحابہ ۲/ ۸۲، رقم: ۱۸۶۵)

پروفیسر مولانا سعید احمد اکبر آبادی "شہادت کے نتائج" کے تحت لکھتے ہیں کہ: ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ کے حکم سے مدینہ میں مسلم بن عقبہ نے جو قتل عام کیا تھا، ایک مرتبہ عبداللہ بن عمر نے اسی کے متعلق فرمایا: لِفِعْلِهِمْ بِعُثْمَانَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ ترجمہ: رب کعبہ کی قسم! اہل مدینہ نے حضرت عثمان ؓ کے ساتھ جو سلوک کیا تھا، واقعۂ الحرّہ کا قتل عام اس کی وجہ سے ہوا تھا۔

(عثمان ذوالنورین ص: ۲۶۶)

تقیہ کے متعلق دلچسپ لطیفہ

"سید محمد مہدی علی خاں" صاحب نے اپنی لاجواب کتاب "آیات بینات" ۲/ ۱۷۱ پر تقیہ کے متعلق ایک دلچسپ لطیفہ لکھا ہے، لکھتے ہیں کہ: "کسی جاہل نے خوب لطیفہ کہا ہے کہ تقیّے کو تشیّع سے وہ نسبت ہے، جو تار برقی کو آہنی سڑک سے ہے؛ اگر تار برقی نہ ہو، تو ریل کا چلنا بند ہو جائے اور ایک گاڑی دوسری سے ٹکر کھا کر ٹوٹ جائے -- درحقیقت تار برقی ہی سے ریل گاڑیوں کی حفاظت ہے -- اسی طرح پر تقیّے کا حال ہے کہ اگر تقیّے کا اصول مذہب شیعہ میں نہ ہوتا، تو مذہب ہی خاک میں مل جاتا، اور ایک قول کی دوسرے قول سے اور ایک فعل کی دوسرے فعل سے اور ایک حدیث کی دوسری حدیث سے تناقض اور تخالف کے سبب سے مطابقت نہ ہو سکتی، اور سب کا جھوٹ اور غلط ہونا کھل جاتا۔ پس نہایت ہی ذہین اور ذکی تھا وہ شخص جس نے مذہب تشیّع کو ایجاد کیا کہ جھوٹ کو جھوٹ سے بچایا، تقیّے کی وہ گرم بازی ہوئی اور عقیدۂ باطل کو ایسی رونق دی گئی کہ امام اول سے لے کر امام آخر الزماں تک سب کی زبان سے اس کی فضیلت میں احادیث نقل کی گئی، اور تقیہ کرنے والوں کے بڑے درجے مقرر کئے گئے"۔

مکتوبِ گرامی مولانا دریابادیؒ بنام حضرت اقدس تھانویؒ

نوٹ: حسبِ ذیل مکتوب میں "م" سے مولانا عبدالماجد صاحب دریابادیؒ اور "ا" سے حضرت اقدس تھانویؒ کا رمز اختیار کیا گیا ہے۔

م۔ ایک فتویٰ تکفیر شیعہ کی نقل ملفوظ ہے، اس پر علاوہ دوسرے اکابر علماء کے ہمارے مولانا تک کے دستخط ثبت ہیں، کیا عرض کروں، مجھے شرح صدر اب بھی نہیں، شیعوں کو مبتدع، فاسق، فاسد العقیدہ، گمراہ اور جو کچھ بھی کہہ لیا جائے، لیکن کافر اور خارج از اسلام کہتے دل لرز اٹھتا ہے۔

ا۔ یہ علامت ہے آپ کی قوت ایمانیہ کی، مگر جنہوں نے یہ فتویٰ دیا ہے، اُن کا منشا بھی وہی قوت ایمان ہے کہ جس کو ایمانیات کا منکر دیکھا بے ایمان کہہ دیا۔

م۔ اگر اب گمراہ فرقے یوں ہی خارج از اسلام کئے جاتے رہے، تو مسلمان رہ ہی کتنے جائیں گے۔

ا۔ اس کا ذمہ دار کون ہے، کیا خدا ناکردہ اگر کسی مقام میں بکثرت لوگ مرتد ہو جائیں، اور تھوڑے ہی مسلمان رہ جائیں، تو کیا اس مصلحت سے اُن مرتدین کو بھی کافر نہ کہا جائے گا۔

م۔ شیعوں سے مناکحت اگر تجربہ سے مضر ثابت ہوئی ہے تو بس تہدیداً اس کا روک دینا کافی ہوگا۔

ا۔ اس تہدید کا عنوان بجز اس کے کوئی ہے بھی نہیں، غور فرما لیا جائے۔

م۔ میرا دل تو قادیانیوں کی طرف سے بھی ہمیشہ تاویل ہی تلاش کرتا رہتا ہے۔

ا۔ یہ غایتِ شفقت ہے، لیکن اس شفقت کا انجام سیدھے سادھے مسلمانوں کے حق میں عدم شفقت ہے کہ وہ اچھی طرح ان کا شکار ہوا کریں گے۔

م۔ جو بناء تکفیر قرار دی گئی ہے یعنی عقیدۂ تحریف قرآن۔ اسی میں تو گفتگو ہے۔ اگر یہ عقیدہ ان کے مذہب کا جزو ہوتا تو ہمارے قدیم محققین شاہ عبدالعزیزؒ وغیرہ سے مخفی نہ رہتا۔ (۱)

(۱) شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کو تحریف قرآن کا علم تھا، دیکھئے: تحفۂ اثناعشریہ مترجم ص: ۵۷۹، ہفوہ ساتواں مکتبہ دانش دیوبند از مرتب۔

ا۔جب ان کی مسلّم کتابوں سے جزئیت ثابت ہے، پھر حضرت شاہؒ کا سکوت ثابت ہے، جس کی مجھ کو تحقیق نہیں تو ان کے سکوت میں تاویل ہوگی نہ کہ جزئیت میں۔

م۔بہت زائد خلش مجھے اس کی ہے کہ اب تک ہم آریوں اور عیسائیوں کے سامنے کلام مجید کے غیر محرّف اور محفوظ ہونے کو بہ طور ایک بالکل مسلّم و نا قابلِ اختلاف عقیدہ کے پیش کرتے رہے ہیں، اب ان معاندین کے ہاتھ میں ایک نیا حربہ آجائے گا کہ دیکھو! خود تمہارا ہی کلمہ پڑھنے والے اور تمہارے ہی قبلہ کو ماننے والے قرآن کو ناقص و محرف مان رہے ہیں۔

ا۔اس سے تو اور زیادہ ضرورت ثابت ہوگئی ان کی تکفیر کی، پھر ہمارے پاس صاف جواب ہوگا کہ وہ مسلمان ہی نہیں۔

م۔حضرت حاجی امداد اللہ کا جو مکتوب سر سید احمد خان کے نام تھا، اور مجھے اتنا پسند آیا تھا کہ میں نے اسے اہتمام کے ساتھ سچ میں شائع کیا تھا، میری فہم ناقص میں اُسی کو معیار رکھنا چاہئے اور اُسی کے مطابق برتاؤ تمام گمراہ فرقوں سے رکھا جائے، یعنی نہ مداہنت اور نہ ایسی مخالفت کہ ان میں اور آریوں، عیسائیوں میں کوئی فرق ہی نہ رہ جائے۔

ا۔لیکن اگر وہ خود ہی اپنے کو کافر بنائیں (بالنون)، تو کیا ہم اس وقت بھی ان کو کافر نہ بتائیں (بالتاء)، دنیا میں آج تک اپنے کو کسی نے کافر نہیں کہا بلکہ کوئی عیسائی کہتا ہے کوئی یہودی مگر چونکہ ان کے عقائد کفریہ دلائل سے ثابت ہیں، اس لئے ان کو کافر ہی کہا جائے گا، تو مدار اس حکم کا عقائد کفریہ پر ٹھہرا، تو اگر ایک شخص اپنے کو فرقۂ شیعہ سے کہتا ہے اور کوئی عقیدۂ کفریہ اس مذہب کے اجزاء یا لوازم سے ہے تو اپنے کو اس فرقہ میں بتلانا بدلالت التزامی اس عقیدہ کو اپنا عقیدہ بتلانا ہے، پھر عدم تکفیر کی کیا وجہ، اور اگر ان کے ہاں یہ عقیدہ مختلف فیہ بھی ہوتا تب بھی کسی کی تکفیر میں تردد ہوتا؛ لیکن یہ بھی نہیں، اور جو اختلاف ہے وہ غیر معتد بہ ہے، جس کو خود ان کے جمہور رد کر رہے ہیں، اس حالت میں اصل تو کفر ہوگا، البتہ اگر کوئی صراحۃً کہے کہ میرا یہ عقیدہ نہیں ہے، یا کوئی فرقہ اپنا لقب جدا رکھ لے مثلاً جو علماء ان کے نافی ہیں تحریف کے، ان کی طرف اپنے کو منسوب کیا کریں مثلاً اپنے کو صدوقی یا قمی یا مرتضوی یا طبری

کہا کریں (۱) مطلق شیعہ نہ کہیں، تو خاص اس شخص کو یا اس فرقہ کو اس عموم سے مستثنیٰ کہہ دیں گے؛ لیکن ایسے استثناؤں سے قانونی حکم نہیں بدلتا ہے، حرمت نکاح و حرمت ذبیحہ احکام قانونی ہیں، یہ اس پر بھی جاری ہوں گے جب تک وہ فرقہ متمیز و مشہور نہ ہو جاوے، خصوص جب تقیہ کا بھی شبہہ ہو تو خواہ سوءِ ظن نہ کریں مگر احتیاطاً عمل سوءِ ظن ہی جیسا ہوگا، البتہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا معاملہ اس کے عقیدہ کے موافق ہوگا، اگر کوئی ہندو توحید کا بھی قائل ہو اور رسالت کا بھی، لیکن اپنے کو ہندو ہی سمجھتا ہو تو اس کے ساتھ آخر کیا معاملہ ہوگا یہی حالت یہاں کی ہے، ضلع فتحپور میں ہندوؤں کی ایک جماعت ہے جو قرآن و حدیث پڑھتے اور نماز و روزہ کرتے ہیں؛ مگر اپنے کو ہندو کہتے ہیں، لباس اور نام سب ہندوؤں جیسا رکھتے ہیں، اگر وہ اپنے کو ہندو کہیں اور اپنا مشرب ظاہر نہ کریں، تو کیا سامع کے ذمہ تفصیل واجب ہوگی۔

م۔جناب کو ہر معاملہ میں اپنا کچا چٹھا لکھ بھیجتا ہوں، خدا کرے اس باب میں بھی آپ کا جواب باصواب میرے حق میں ذریعۂ تشفی ہو جاوے۔

ا۔تشفی کا ذمہ تو مشکل ہے، خصوص اسی خشیت کا غلبہ خود مجھ پر بھی ہے؛ مگر حضرت جنیدؒ نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے حسین بن منصور کے خلاف فتویٰ لکھا تھا محض حفاظت شرع کے لئے، ہم لوگ بھی ان ہی کے متبع ہیں، اور راز اس کا وہی ہے کہ اس رعایت میں سادہ لوح مسلمانوں کی ہلاکت ہے، مولوی محمد شفیع صاحبؒ نے اصول تکفیر میں ایک مختصر اور جامع اور نافع رسالہ لکھا ہے، بعض اجزاء میں میں بھی الجھا؛ مگر ان کی تقریر و تحریر سے قریب قریب صاف ہو گیا، وہ عنقریب چھپ جائے گا، میں نے ان کا نام رکھا ہے: وصول الافکار الی اصول الاکفار۔

(حکیم الامت ''نقوش و تاثرات'' ص: ۲۶۰ تا ۲۶۳، مطبوعہ: سعدی بکڈپو وصی آباد الہ آباد، امداد الفتاویٰ ۴/ ۵۸۴ تا ۵۸۶)

م۔تکفیر شیعہ کے مسئلہ میں ارشادات گرامی سے مستفید ہوا، لیکن غالباً پہلے عریضہ میں اپنا مفہوم پوری طرح واضح نہ کر سکا تھا، یہ تسلیم کرنے کے بعد کہ وہ تحریف قرآن کے قائل

(۱) شیعوں میں صرف چار اشخاص (شیخ صدوق، ابن بابویہ قمی، شیخ مرتضی، ابوعلی طبرسی مصنف تفسیر مجمع البیان) نے تحریف کی جمیعِ اقسام کا انکار کیا ہے، مگر تحقیق سے معلوم ہوا کہ ان کا انکار از راہِ تقیہ ہے۔ (تفصیل ملاحظہ ہو: تفسیر آیات خلافت و امامت ص: ۳۰۸-۳۰۹) از مرتب۔

ہیں، بیشک فتویٰ وہی ہوگا جو آپ حضرات دے رہے ہیں؛ لیکن یہی تو اصل مدار کلام ہے، آیا یہ عقیدہ تحریف قرآن ہے بھی واقعۃً ان کے مذہب کا جزو؟ مولانا (حسین احمد صاحب) نے اپنے والا نامہ میں تحریر فرمایا ہے کہ مولانا عبدالشکور صاحب کی نظر اس باب میں ہم سب سے زیادہ وسیع ہے اور ایسا ہی کچھ جناب کے گرامی نامہ سے بھی مترشح ہے، تو گویا تکفیر کا مدار ایک عالم کی روایت ٹھہرا۔

ا۔نہیں، بلکہ اس فرقہ کی مسلّمہ کتابوں کی متواتر روایات۔ جو کتابیں ہم لوگوں نے نہیں دیکھیں۔ایک عالم نے دیکھیں؛ مگر مدار صرف اس کے دیکھنے پر نہیں بلکہ وہ دکھلانے پر تیار ہیں، وہ ایک عالم پتہ دینے والے ہیں، اس سے صرف ان کے قول کا مدار ہونا لازم نہیں آتا۔

م۔میرا اصلی اشکال یہی ہے کہ اتنی بڑی اہم روایت میں جس سے لاکھوں افراد کا خروج عن الاسلام لازم آتا ہے، تنہا ایک راوی کے اعتماد پر (وہ راوی کیسا ہی متدین سہی) مان لیا جائے اور درآنحالانکہ ہمارے ہاں کے صدہا علماء و محققین اس مذہب کی کتابوں کا ہزار بارہ سو سال سے مطالعہ برابر کرتے آرہے ہیں، اور اس فرقہ کی گمراہی پر بھی سب متفق ہیں، اور پھر خود اس فرقہ کے علماء اس عقیدہ سے انکار و تبرّی کررہے ہیں۔

ا۔تو وہ ان کتابوں کا کیا جواب دیتے ہیں؟ کیا وہ کتابیں مسلّم نہیں؟

م۔مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ سب نے ردشیعہ میں لکھا ہے؛ لیکن یہ بناء تکفیر کسی نے نہیں تحریر فرمائی۔

ا۔کتابوں کے ہوتے یہ احتمالات کیا قوت رکھتے ہیں، کیا عدم التفات اس کا سبب نہیں ہوسکتا۔

م۔میری فہم ناقص میں تو یہ آتا ہے کہ ان سب حضرات کے اقوال میں تاویل کرنے سے یہ آسان تر ہے کہ خود مولانا عبدالشکور صاحب کی تحقیق میں تاویل کرلی جائے، خصوصاً جب کہ مصالح ملت بھی اسی کے داعی ہیں۔

ا۔کیا تاویل؟ اور آیا وہ اس تاویل پر مطلع ہوکر قبول بھی کرلیں گے، یا وہ تاویل

القول بما لا یرضی بہ القائل میں داخل ہوگی۔

مشورہ: مولانا عبدالشکور صاحب سے بھی ان سب خیالات کو پیش فرمایا جاوے۔

م۔یہ خط بند ہی کررہا تھا کہ ایک صاحب نے ڈاک سے مشہور و مستند شیعہ مجتہد قاضی نور اللہ شوستری کی کتاب مصائب النواصب سے حسب ذیل اقتباس بھیجدیا ہے:

مَا نُسِبَ اِلٰی شِیْعَةِ الْاِمَامِیَّةِ بِوُقُوْعِ التَّغَیُّرِ فِی الْقُرْاٰنِ لَیْسَ مِنْ مَا قَالَ بِهٖ جُمْهُوْرُ الْاِمَامِیَّةِ اِنَّمَا قَالَ بِهٖ شِرْذِمَةٌ قَلِیْلَةٌ وَلَا اِعْتِدَادَ بِهِمْ۔

ترجمہ: شیعہ امامیہ کے جانب جو عقیدہ تغیر فی القرآن کا منسوب کیا گیا ہے، تو جمہور امامیہ اس کے قائل نہیں، یہ قول تو صرف ایک حقیر سی جماعت کا ہے جو قابل اعتناء نہیں!

ا۔اس کا مفصل جواب تو مولوی عبدالشکور صاحب دیں گے؛ مگر میں اس وقت قاضی صاحب کی نسبت اتنا سوال کرتا ہوں کہ اس شرذمۂ قلیلہ کو جمہور امامیہ مسلمان سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو تصریح دکھلائی جائے، اور اگر مسلمان سمجھتے ہیں تو کافر کو مسلمان سمجھنا اور تحریف قرآن کے عقیدہ کو کفر نہ سمجھنا یہ بھی کفر ہے یا نہیں، اگر نہیں تو کیوں؟ اگر ہے تو جمہور امامیہ کیا ٹھہرے''۔

(حکیم الامت ''نقوش و تاثرات''ص: ۲۶۳ تا ۲۶۵، مطبوعہ: سعدی بکڈپو وصی آباد الہ آباد)

حضرت عمرؓ کا قاتل شیعوں کا ہیرو

ایران کے شہر کاشان میں ''باغی فین'' نامی ایک علاقہ ہے، جہاں ایک نامعلوم فوجی کی قبر ہے جس کے متعلق لوگوں کا موہوم خیال ہے کہ حضرت عمرؓ کے قاتل ابولؤلؤ فیروز فارسی مجوسی کی قبر ہے، اس پر ایک عبارت کندہ ہے جس کا مفہوم ہے ''باب شجاع الدین کی خواب گاہ''۔ ''باب شجاع الدین'' ایک لقب ہے جو شیعوں نے حضرت عمرؓ کے قتل کے صلہ میں ابولؤلؤ کو عطا کیا، اس آستانوں کی دیواروں پر فارسی میں ''مرگ بر ابوبکر، مرگ برعمر، مرگ برعثمان'' تحریر ہے جس کا مطلب ہے: ابوبکر مردہ باد، عمر مردہ باد، عثمان مردہ باد، (نعوذ باللہ من ذلک) یہ مزار ایرانیوں کی زیارت گاہ ہے۔

(مظلوم اہل بیت کا مقدمہ ترجمہ کشف الاسرار و تبریۃ الائمۃ الاطہار ص: ۱۱۷، مطبع امام جعفر صادق اکیڈمی، لکھنؤ)

لَوْلا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ کی تحقیق

''لَوْلا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ'' یہ الفاظ کسی روایت میں نہیں ملے البتہ الاستیعاب (۳/ ۱۱۰۳) پر ایک روایت کے بعد بغیر سند کے یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے، نیز شیعہ کی کتابوں میں مذکور ہے اور حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ''منهاج السنة النبوية فی نقض كلام الشيعة القدرية'' میں اس کی خوب تردید فرمائی، اور اس روایت کے بارے میں فرمایا ہے ''اِنَّ هٰذِهِ الزِّيَادَةَ لَيْسَتْ مَعْرُوْفَةً فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ'' یعنی یہ زیادتی ''لَوْلا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ'' اس حدیث میں معروف نہیں ہے، معلوم ہوا کہ یہ حصہ معتبر روایت سے ثابت نہیں۔

منہاج السنۃ میں ہے: قَالَ الرَّافِضِیُّ: وَاَمَرَ بِرَجْمِ مَجْنُوْنَةٍ فَقَالَ لَهٗ عَلِیٌّ اِنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ فَاَمْسَكَ وَقَالَ لَوْلا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ۔

وَالْجَوَابُ: اِنَّ هٰذِهِ الزِّيَادَةَ لَيْسَتْ مَعْرُوْفَةً فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ۔

(منہاج السنۃ النبویۃ: ۶/ ۴۵ مزید وضاحت ۵/ ۱۸۵)

نیز یہ قصہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان پیش آیا اس کے بارے میں دو قسم کی روایات ملتی ہیں۔

(۱) مجنونہ عورت کے رجم کے بارے میں۔

(۲) مکرہہ عورت کے رجم کے بارے میں۔

اور دونوں روایتوں میں یہ زیادتی مذکور نہیں ہے، چنانچہ دونوں روایتیں حسبِ ذیل ہیں:

(۱) مجنونہ عورت کا واقعہ۔ سنن سعید بن منصور میں ہے:

اَخْبَرَنَا سَعِيْدٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ نَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ ظَبْيَانَ قَالَ: اُتِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بِمَجْنُوْنَةٍ فَاَمَرَ بِرَجْمِهَا، فَمَرَّ بِهَا عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ يَتْبَعُهَا الصِّبْيَانُ، فَقَالَ مَا هٰذِهِ؟ قَالُوْا: مَجْنُوْنَةٌ فَجَرَتْ فَاَمَرَ عُمَرُ بِرَجْمِهَا، فَقَالَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ كَمَا اَنْتُمْ، لا تَعْجَلُوْا فَاَتٰى عُمَرَ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلٰثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى

يَسْتَيْقِظَ وَالْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يَبْرَأَ وَعَنِ الصَّغِيْرِ حَتّٰى يُدْرِكَ۔ فَقَالَ عُمَرُ: كَذٰلِكَ، فَقَالَ عَلِیٌّ لِعُمَرَ فَرَدَّهَا وَخَلّٰى سَبِيْلَهَا۔ (سنن سعید بن منصور ۲/ ۶۷)

(۲) مکرہہ عورت کا واقعہ۔ سنن سعید بن منصور میں ہی:

اَخْبَرَنَا سَعِيْدٌ نَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ اَبِی الضُّحٰى قَالَ: جَاءَتْ اِمْرَاَةٌ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَقَالَتْ: اِنِّیْ زَنَيْتُ فَرَدَّدَهَا حَتّٰى اَقَرَّتْ اَوْ شَهِدَتْ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ اَمَرَ بِرَجْمِهَا، فَقَالَ لَهٗ عَلِیٌّ: سَلْهَا مَا زِنَاهَا فَلَعَلَّ لَهَا عُذْرٌ، فَسَاَلَهَا فَقَالَتْ: اِنِّیْ خَرَجْتُ فِیْ اِبِلِ اَهْلِیْ وَلَنَا خَلِيْطٌ فَخَرَجَ فِیْ اِبِلِهٖ فَحَمَلْتُ مَعِیْ مَاءً وَلَمْ يَكُنْ فِیْ اِبِلِیْ لَبَنٌ، وَحَمَلَ خَلِيْطِیْ مَاءً وَمَعَهٗ لَبَنٌ فَنَفِدَ مَائِیْ فَاسْتَسْقَيْتُهٗ فَاَبٰى اَنْ يَّسْقِيَنِیْ حَتّٰى اُمَكِّنَهٗ مِنْ نَفْسِیْ فَاَبَيْتُ فَلَمَّا كَادَتْ نَفْسِیْ تَخْرُجُ اَمْكَنْتُهٗ، فَقَالَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَرٰى لَهَا عُذْرٌ "فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلا عَادٍ فَلا اِثْمَ عَلَيْهِ" فَخَلّٰى سَبِيْلَهَا۔

(سنن سعید بن منصور ۲/ ۶۹)

معلوم ہوا ان دونوں روایتوں میں یہ الفاظ نہیں ہے، لہٰذا یہ زیادتی ''لَوْلا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ'' ثابت نہیں ہے، واللہ اعلم (ماخوذ: فتاویٰ دار العلوم زکریا جلد اول ص: ۳۵۷-۳۵۸)

تعارف مولانا عبد الستار تونسوی رحمہ اللہ

از صاحب افادات

حضرت مولانا عبد الستار تونسوی رحمہ اللہ (پاکستان) جو ۱۹۴۷ء میں دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد دار المبلغین لکھنؤ میں ایک سال میرے والد ماجد حضرت مولانا عبد السلام فاروقی رحمہ اللہ کی خدمت میں رہے اور امام اہل سنت مولانا عبد الشکور فاروقی رحمہ اللہ سے بھی استفادہ کیا۔

یہاں سے فراغت کے بعد اپنے ملک میں بڑا مفید کام کیا، اور حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کی جانشینی کا حق ادا کیا، علامہ تونسوی سے متعدد مرتبہ میری ملاقات ہوئی، انتہائی عمیق نظر، بہترین عالم، چابک دست مناظر اور انتہائی مخلص انسان تھے۔

انہوں نے اپنے اکابر کے طرز پر پوری زندگی سنجیدگی اور وقار کے ساتھ گزاری اور علم وتحقیق کو اپنی زندگی کا شعار بنایا، حضرت امام اہل سنت ؒ کی مشہور کتاب ''قاتلانِ حسین کی خانہ تلاشی'' کا عربی میں ترجمہ کیا، اس کے علاوہ ردشیعیت پر متعدد کتابیں لکھیں۔

تمت بالخیر